حیات معصومین (ع) ۱۲

امام مہدی (ع)

نام کتاب :- حضرت امام مہدی (عج)

مترجم :- حکیم سجاد حسین

ایڈیٹ :- سید احتشام عباس زیدی

ناشر :- سازمان فرہنگ و ارتباطات اسلامی (شعبہ نشر و اشاعت)

سال طبع :- ذی القعدہ ۱۴۱۸ھ

فہرست

عرض ناشر

حضرت رسول اکرمؐ اور ائمہ معصومین علیہم السلام کی پاکیزہ حیات ہر عہد و عصر کے انسانوں کے لئے بہترین سر مشق اور نمونہ حیات ہیں اور یہ وہ حقیقت ہے جسکی حکایت قرآن کریم بھی کرتا ہے "لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ" (احزاب/۲۱) پیمبر اکرمؐ اور ائمہ معصومینؑ کے علاوہ قرآن حکیم، حضرت ابراہیم علیٰ نبینا و آلہ و علیہ السلام کی طیب و طاہر حیات کو بھی بنی نوع انسان کے لئے نمونہ عمل قرار دیتا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے " قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ فی ابراھیم و الذین معہ"

در حقیقت ایک مکتب فکر اس وقت تک محکم و پائیدار نہیں ہو سکتا اور لوگوں کے دل میں اپنی جگہ نہیں بنا سکتا، اگر اس میں کوئی آئیڈیل یا نمونہ عمل نہ ہو. اس روشن حقیقت سے نہ صرف دینی مکاتب فکر آگاہ ہیں بلکہ اس کی اہمیت سے بے دین اور الحادی مکاتب فکر بھی نہ صرف آشنا ہیں بلکہ اس سے بھر پور فائدہ اٹھاتے ہیں اور نسلوں و قوموں کو انہی ہتھکنڈوں سے گمراہ کرتے ہیں اور آج الحادی دنیا اس روش سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ثقافتی و تہذیبی شبخون کے

ذریعہ قوموں، تہذیبوں اور جوان نسلوں کو تباہ و برباد کرنے پر تلی ہوئی ہے۔
ہم مسلمان ہیں اور قرآن کریم کے دستور پر عمل کرتے ہیں اور قرآن ہمیں "لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ" کے ذریعہ انسانیت بلکہ پوری خلقت کے بہترین نمونوں کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اور ان کی زندگیوں کو اپنے لئے نمونہ حیات بنانے کی تاکید کرتا ہے۔ یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ حضرت آدمؑ سے صبح قیامت تک مردوں کی صنف میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم اور ائمۂ طاہرین علیہم السلام اور عورتوں کی صنف میں حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا جیسی شخصیتوں کی کوئی مثال نہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ان ذوات مقدسہؑ کی زندگیوں سے آگاہی حاصل کریں اور ان کے کردار سے خود کو مزین کریں۔

مسئلہ انتظار تمام ادیان کا عقیدہ ہے اور امام زمانہؑ کے وجود اور غیبت پر اعتقاد ایک خالص شیعی عقیدہ ہے لہذا ہر شیعہ پر واجب ہے کہ وہ اپنے زمانے کے امام کو پہچانے زیر نظر کتاب حضرت امام مہدی عج اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی حیات طیّبہ کا ایک مختصر اور مفید خاکہ ہے۔ امید ہے قارئین اس سے مستفید ہوں گے۔

ادارہ

مقدمہ

حضرت مہدیؑ کے بارے میں مسلمانوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے اور سب اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت مہدیؑ، رسول اکرمؐ کے خاندان کی ایک فرد اور فاطمہ زہراءؑ کی اولاد میں سے ہیں۔ جب وہ ظہور فرمائیں گے تو زمین کو جو ظلم و ستم سے بھر گئی ہوگی اسے عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔

مسلمانوں کے درمیان اس اتفاق نظر کا سبب وہ صحیح اور متواتر احادیث ہیں جو حضرت ختمی مرتبتؐ سے اس سلسلہ میں منقول ہیں۔ یہ احادیث اتنی زیادہ ہیں کہ مسلمانوں کے بہت سے علماء نے انہیں اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے اور اس کے معتقد ہیں کہ اگر کوئی حضرت مہدی پر ایمان نہ رکھتا ہو اس نے رسول اکرمؐ کی رسالت کا انکار کیا اور، دین کی ضروریات کا منکر ہوا ہے۔

حضرت مہدیؑ پر اعتقاد رکھنا ایک تاریخی وعدہ ہی نہیں ہے جو رسول اکرمؐ نے فرمایا ہے بلکہ ایک الٰہی بشارت ہے جس کے ذریعہ پوری زمین پر الٰہی حکومت کے ذریعہ عدل و انصاف قائم ہوگا اور زمین پر ساری مخلوق، اسلام اور عدالت کی پناہ میں آجائے گی۔ یہ وعدہ فقط مسلمانوں ہی سے نہیں بلکہ تمام خدائی

ادیان کو اس کا وعدہ دیا گیا ہے پس حضرت مہدیؑ کا ظہور، حق،اور عدالت کا ظہور اور مؤمنوں کی سلامتی کا دن ہے.

زمانے کے ساتھ ساتھ ہم حضرت کے ظہور سے قریب ہوتے جارہے ہیں اور ان کے وجود کو زیادہ محسوس کررہے ہیں وہ ہمارے امام اور صاحب زمانہ ہیں ہم سب پر واجب ہے کہ انہیں پہچان کر ان کی اطاعت کریں.

ہم احادیث نبوی کی روشنی میں ان کی شخصیت کو پہچان سکتے ہیں اور اس حقیقت کا علم حاصل کرسکتے ہیں کہ حضرتؑ، اہلبیتؑ کے سلسلہ کے آخری پیشوا ہیں اور یہ حقیقت بہت سی احادیث و روایات سے واضح و آشکار ہے.

حضرت مہدیؑ کے ظہور کی امید، تاریخ کے ہر دور میں اہل ایمان کی آرزو رہی ہے ہمیں ہر وقت دعا کرنی چاہیۓ کہ حضرتؑ جلد از جلد ظہور فرمائیں اور دنیا میں الہی حکومت قائم کرکے عدل و انصاف برقرار کریں. اور "انتظار" کا فلسفہ بھی اسی حقیقت میں پوشیدہ ہے.

امام مہدیؑ قرآن کی روشنی میں
(صالحوں کے وارث)

جس طرح عالم طبیعت، عالم خلقت کے قوانین کے ساتھ ھماھنگی رکھتا ہے اسی طرح تاریخ، اجتماعی قوانین اور سنن سے ھماھنگ ہے. یہ سب قدرتی قوانین خدا کی حکمت کے زیر سایہ الٰہی نظم پر استوار ہیں.

خداوند متعال کے اپنے بندوں پر کرم، مخلوقات پر اس کی حکمت اور تمام موجودات پر اپنی مہربانیوں کا تقاضا ہے کہ خدا خود انسانیت کی راہنمائی اور رہبری کرے. اسی لئے اس نے انسان پر اپنی عنایات کا سایہ کیا ہے. اور جو کچھ انسان کی اصلاح کے لئے موٴثر ہے اور اسے خدا سے قریب کرنے میں معاون ہے اسے بخشا ہے یوں ہی ہر وہ شعور جو انسان کو گناہوں سے دور کرے اور اسے نافرمانی و شقاوت سے بچائے. اسے عطا فرمایا ہے.

انبیاءؑ کا مبعوث ہونا بھی خدا کے اسی کرم کا ایک نمونہ ہے جو زمین پر انسانوں کو خیر، نیکی، ہدایت اور پرہیزگاری کی طرف دعوت دینے کے ذمہ دار ہیں. پیغمبروں نے اسی روش پر پیغمبری کی تاریخ کو انسانوں کی تمام نسلوں تک پہنچایا

ہے۔

خداوند متعال کا قرآن کریم میں ارشاد ہے "و ان من امة الا خلا فیها نذیر" (فاطر/۲۴) کوئی امت نہیں ہے مگر یہ کہ اس کے لیے خدا سے ڈرانے والے ایک پیغمبر (منذر) کو مد نظر نہ رکھا گیا ہو

ہاں! زمین پر زندگی کے آغاز سے ہی خیر و شر کے درمیان ہمیشہ جنگ رہی ہے۔ "ہدایت" و "گمراہی" کے مابین یہ جنگ پیغمبروں اور جاہلوں کی روش کے درمیان ہمیشہ باقی رہے گی اور ائمۂ اطہارؑ فقہاء اور فرزندان توحید، پیغمبروں کے اس فکری کارواں کو آگے بڑھاتے رہیں گے۔

یہ بات یقینی ہے کہ اسلامی امت پیغمبروں کے راستوں پر چلتی آرہی ہے اور اس نے اس ذمہ داری کو ایک نسل سے دوسری نسل تک منتقل کرنے میں مؤثر کردار ادا کیا ہے۔ پس اس روش کی حقیقت ائمہ اطہارؑ ، فقہاء اور با عمل علماء ، مبلغوں اور مجاہدوں میں نمایاں رہی ہے۔ جو خیرو نیکی ، پرہیزگاری صلح اور صفا کو رائج کرنے کے لئے کوشاں رہے ہیں۔

ظاہر ہے کہ انبیاءؑ ، مبلغین اور ہادیان دین کی زندگی کا لمحہ لمحہ حق و باطل کی اس کشمکش اور جنگ و جہاد سے بھرا ہوا نظر آتا ہے۔ چنانچہ تاریخ کے بعض ادوار میں ہادیان حق کی دعوت کامیاب بھی رہی اس سلسلہ کی سب سے بڑی کامیابی ہادی عالم حضرت محمدؐ کے ذریعہ وجود میں آئی جس نے اس پاک و مقدس راہ پر چل کر عظیم اسلامی تہذیب کی داغ بیل ڈالی۔ انسانیت نے علم اور ایمان کی بنیاد

پر قدم آگے بڑھائے اور اس نورانی مشعل کی روشنی میں ہدایت اور فلاح حاصل کی۔

افسوس یہ نورانی تحریک آہستہ آہستہ کمزور اور سست پڑتی گئی اور ایک مرتبہ پھر فاسد جاہلیت کو نئی جان مل گئی۔ جسکے نتیجے میں اسلامی تحریک، تہذیب اور اس کی قیادت انحطاط کا شکار ہوئی اور۔ انسان جس نے حق، عدالت، دوستی اور صلح و صفا کا میٹھا ذائقہ ابھی تازہ چکھا تھا۔ اس سے ہاتھ دھو بیٹھا اور ایک بار پھر ایمان کو تباہ کرنے والی جاہلیت انسان کی زندگی پر مسلط ہو گئی۔ ایمان، پاکیزگی اور ہدایت سے ایک بار پھر انکار کیا جانے لگا۔ یہاں تک کہ ظلم و ستم نے زمین کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ لیکن اس کے باوجود خدا کی عنایات زمین سے منقطع نہ ہوئیں۔ اگر چہ پیغمبری کا سلسلہ بھی خاتم النبیینؐ کے ذریعہ تمام ہو چکا تھا۔

یہی وجہ ہے کہ خدا کے پیغمبروں کی راہ و روش جو قرآن مجید اور رسول امینؐ کی سیرت طیبہ میں موجود ہے۔ ہمیشہ کے لئے باقی ہے اور ایمانی معاشرہ کو زندگی کی کرن اور اطمینان کا نوید دیتی رہتی ہے۔ اسی لئے ہمیشہ کچھ مؤمنین حق کی راہ میں اٹھتے ہیں۔ دوسروں کو ہدایت اور پرہیزگاری کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ اور اپنی کوششوں کو ایک بڑے مقصد یعنی "زمین پر نیک بندوں کی وراثت" اور "مستکبروں پر مستضعفوں یعنی ظلم کے ہاتھوں کچلے ہوئے لوگوں کی آخری کامیابی" کے لئے جاری رکھتے ہیں۔

اسی بنا پر خدا نے عظیم انسانی مصلح (یعنی حضرت مہدیؑ) کے ذریعہ فساد

اور تباہی کے سرچشموں کو نابود کرنے اور ایک بڑے عالمی انقلاب کی خوشخبری دی ہے۔ جو انبیاءؑ کی سنتوں، قرآن مجید کے دستور اور پیغمبر اکرمؐ کی سیرت پاک کے مطابق انسان کی زندگی استوار کرے گا۔

گویا خدا نے ارادہ کیا ہے کہ وحی کے منقطع ہونے اور نبوت کے اختتام کے بعد ایک ایسے مصلح کو لائے جو ہدایت اور پرہیزگاری کے اصولوں کی طرف دعوت دے اور حضرت محمدؐ کے اوامر کو عملی جامہ پہنائے نیز انبیاء کرامؑ کی عظیم ذمہ داریوں کو سنبھالے۔

اور یہی وہ پکا اور یقینی وعدہ ہے جس کی خوشخبری قرآن اور دیگر آسمانی کتب میں موجود ہے۔

پس حضرت مہدیؑ ایسے عظیم مصلح ہیں جو جاہلیت کے بتوں کو توڑ کر زمین کو جو ظلم وستم سے بھری ہوگی، عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔

قرآن کی جن آیات میں مفسرین کے مطابق مصلح اعظم حضرت مہدیؑ (جن کو خدا نے اپنے رسولؐ کی پیاری بیٹی حضرت فاطمہ زہراءؑ کی مبارک نسل میں قرار دیا ہے) کے ظہور کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ان میں سے ایک آیت یہ ہے " ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصالحون " (انبیاء/۱۰۵)
ہم نے توریت کے بعد زبور میں لکھ دیا ہے کہ بتحقیق ہمارے نیک و صالح بندے زمین کے وارث ہوں گے۔

علامہ طبرسیؒ صحیح روایات سے اسناد کرتے ہوئے مندرجہ بالا آیت کی

تفسیر یوں کرتے ہیں:

"ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر"

اس آیت میں چند قول ہیں.

۱۔ زبور، انبیاء کی کتابیں ہیں. اور آیت کا معنی یہ ہے کہ جو کتابیں ہم نے انبیاء پر بھیجی ہیں ان کو ہم نے "ذکر" (یعنی ام الکتاب جو کہ آسمان میں ہے) میں (گویا لوح محفوظ میں) بھی لکھا ہے.

یہ معنی سعید بن جبیر، مجاہد اور ابن زید سے منقول ہے. زجاج نے اس قول کو پسند کر کے فرمایا ہے: اس نظریہ کا رحجان اس لئے ہے کہ "زبور" اور "کتاب" کا معنی یکساں ہے.

۲۔ "زبور" سے مراد وہ کتابیں ہیں جو توریت کے بعد نازل ہوئیں اور "ذکر" سے مراد توریت ہے. یہ قول ابن عباس اور ضحاک کا ہے.

۳۔ "زبور" وہی حضرت داؤدؑ کی کتاب ہے. اور "ذکر" حضرت موسیٰؑ کی توریت ہے. یہ قول شعبی سے منقول ہے. اور شعبی سے ہی منقول ہے کہ "ذکر" سے مراد قرآن کریم ہے اور کلمہ "بعد" یہاں پر "قبل" کے معنی میں استعمال ہوا ہے.

"ان الارض یرثھا عبادی الصالحون"

ابن عباس، سعید بن جبیر اور ابن زید سے منقول ہے کہ آیت کا معنا یوں ہے: خدا کے مطیع بندے، سرزمین بہشت کے وارث ہوں گے.

اس قول کے مطابق آیت کا معنی "اورثنا الارض" ہمکو (خدا نے) بہشت کی سرزمین کا وارث بنایا (زمر/۷۴) اور "الذین یرثون الفردوس" وہ (لوگ) جو بہشت کے وارث بنیں گے (مؤمنون/۱۱) ایک جیسا ہے۔

منقول ہے کہ اس قول کا رحجان اسلئے ہے کہ "زبور" اور "کتاب" کا معنی یکساں ہے۔

منقول ہے کہ "زمین" سے مراد وہ معروف سرزمین ہے جسکی امت محمدؐ کفار پر غلبہ پانے کے بعد وارث ہوگی۔ جیسا کہ حدیث میں آنحضرتؐ سے منقول ہے کہ آپؐ نے فرمایا: "رویت لی الارض فاریت مشارقھا و مغاربھا، و سیبلغ ملک امتی ما روی لی منھا" یعنی میرے لئے زمین ایک کونے میں سمٹ گئی یہاں تک کہ میں نے مشرق اور مغرب کو مشاہدہ کیا اور جلد ہی میری امت تمام مشرق و مغرب کی مالک ہوگی۔ یہ مضامین ابن عباسؓ سے منقول ہیں۔

دوسری روایت میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا "ہم اصحاب المھدی فی آخر الزمان" یعنی امت محمدؐ سے مراد آخر الزمان میں حضرت مہدیؑ کے اصحاب ہیں۔

اسی طرح اور بھی روایات جو فریقین (شیعہ اور سنی) سے منقول ہیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں۔ حضرت ختمی مرتبتؐ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا:

"لو لم یبق من الدنیا الا یوم واحد لطول اللہ ذلک الیوم حتی یبعث رجلاً صالحاً من اھل بیتی یملاء الارض عدلاً و قسطاً کما قد ملئت ظلماً و جوراً"۔

اگر دنیا کو فنا ہونے میں صرف ایک دن باقی بچے گا تو خداوند عالم اس دن کو طولانی کردے گا یہاں تک کہ میرے اہل بیتؑ سے ایک صالح بندے کو مبعوث کرے گا جو زمین کو عدالت اور انصاف سے ایسے بھر دے گا جیسے ظلم و فساد سے بھر چکی ہوگی۔

ایک اور آیت جس میں حضرت مہدیؑ کے آنے کی بشارت دی گئی ہے یوں ہے " ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علیٰ الدین کلہ و لو کرہ المشرکون "(توبہ/۳۳)۔

وہ خدا ایسی ذات ہے جس نے اپنے نبیؐ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تا کہ اس دین کو دوسرے سب ادیان پر برتری عطا کرے۔ چاہے مشرکین اس بات سے راضی نہ ہوں۔

مرحوم طبرسیؒ تفسیر مجمع البیان ج ۷، ص ۴۶ مطبوعہ دارالاحیاء التراث العربی۔ بیروت میں مندرجہ بالا آیت کی یوں تفسیر فرماتے ہیں:

" ھو الذی ارسل رسولہ "خدا نے اپنے رسول یعنی محمد مصطفیؐ کو مبعوث کیا اور انکی رسالت کو لوگوں تک پہنچایا۔ ان کو ہدایت یعنی دلیل اور برہان کے ہمراہ کیا۔ اور انھیں دین حق عطا کیا۔ وہ دین جس کے احکام پر عمل کرنا ثواب کا باعث ہے اور اس دین کے علاوہ باقی سب ادیان باطل ہیں اسلام کے ہوتے ہوئے باقی ادیان کا معتقد ہونا اور انکے احکام پر عمل کرنا عذاب کا باعث ہے۔

" لیظھرہ علی الدین کلہ" دین اسلام دلیل اور منطق سے سب ادیان پر

غالب ہوگا. یہاں تک کہ زمین پر اسلام کے علاوہ کوئی دین باقی نہ رہے گا. اور کوئی دین بھی دلیل اور برہان کے ذریعہ اسلام پر غلبہ حاصل نہیں کر سکے گا.

دلیل اور برہان سے غلبہ پانے سے مراد یہ ہے کہ مسلمانوں کے گروہ مشرکین کے علاقوں پر غالب ہوں گے. اور وہ مسلمانوں کی طاقت کا مشاہدہ کر کے ہرگز ان پر غالب آنے کی جرات نہیں کریں گے.

ضحاک سے منقول ہے کہ جب حضرت عیسیٰؑ زمین پر دوبارہ پلٹ آئیں گے تو دنیا میں کوئی فرد باقی نہیں رہے گا مگر یہ کہ یا مسلمان ہوگا یا یہ کہ مسلمانوں کو "جزیہ" دے گا[۱].

حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا:

"ان ذلک یکون عند خروج المہدیؑ من آل محمد فلایبقیٰ احد الا اقرّ بمحمدؐ"

یعنی غلبہ پانے سے مراد، آل محمدؐ میں سے حضرت مہدیؑ کا قیام ہے. اس وقت کوئی باقی نہیں رہے گا مگر یہ کہ حضرت محمدؐ کی رسالت کی گواہی دے گا. یہ "سدی" کا قول ہے.

کلبی نے کہا ہے کہ کوئی دین باقی نہیں رہے گا مگر یہ کہ اسلام اس پر غالب آجائے اور تب تک قیامت نہیں آئے گی جب تک یہ غلبہ حاصل نہ ہو جائے.

مقداد ابن اسود نے آنحضرت سے نقل فرمایا ہے:

"لایبقیٰ علی ظهر الارض بیت مدر و لا وبر، الا ادخله الله کلمة الاسلام، امّا بعز عزیز و امّا بذل ذلیل، امّا یعزهم فیجعلهم الله من اهله فیعز وابه و امایذلهم فیدینو ن له"

زمین پر کوئی مٹی والا گھر اور کوئی خیمہ باقی نہیں بچے گا مگر یہ کہ خدا اس میں کلمہ اسلام کو داخل کرے چاہے عزت کے ساتھ یا ذلت کے ساتھ۔ یا خدا انہیں عزت عطا کرے گا پس انہیں اہل اسلام میں قرار دے کر انکی عزت میں اور بھی اضافہ فرمائے گا۔ یا انہیں ذلیل و خوار کرے گا اور وہ خدا کے مقابلے میں سر تسلیم خم کریں گے

ابن عباس نے فرمایا: "لیظھرہ" کی ضمیر پیغمبر اکرمؐ کی جانب پلٹ رہی ہے اور اس کا معنی یہ ہے کہ خدا اپنے نبیؐ کو سب ادیان کی تعلیم دے گا تاکہ آپؐ پر کوئی چیز مخفی و پوشیدہ نہ رہے۔ "ولو کرہ المشرکون" اگر چہ مشرکین اسلام کے غلبہ پانے کو پسند نہیں کرتے لیکن خدا اسکے باوجود اسلام کو غالب اور کامیاب کرے گا[۲]۔

"ابو حیان اندلسی" نے اپنی مشہور تفسیر "البحر المحیط" میں آیۂ "لیظھرہ علی الدین کلہ" کے ذیل میں فرمایا ہے: "سدی" نے کہا ہے کہ دین اسلام حضرت مہدیؑ کے زمانے میں غالب آئے گا اور کوئی باقی نہیں رہے گا مگر یہ کہ یا ایمان لائے یا "جزیہ" دے۔

مالک بن انس جو کہ مذہب مالکیہ کے امام ہیں۔ انہوں نے آیت:

"و نرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض و نجعلھم ائمۃ و نجعلھم الوارثین"

اور ہم چاہتے ہیں کہ جو لوگ زمین پر کمزور اور مظلوم رکھے گئے ہیں انہیں

لوگوں کا امام اور (اس زمین) کا وارث قرار دیں. اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے:
اس آیت کا مصداق ابھی تک سامنے نہیں آیا ہے اور امت اسلامی ہمیشہ کسی ایسے فرد کا انتظار کرتی ہے جس کے ذریعے یہ آیت متحقق ہو جائے.

ابوالفرج اصفہانی سے منقول ہے کہ جب علویوں (شیعوں) پر بنی عباس کا ظلم اپنی انتہا کو پہنچا تو محمد بن جعفر علوی نے مالک ابن انس سے اس بارے میں شکایت کی. امام مالک نے اس کے جواب میں فرمایا: آپ صبر کریں یہاں تک کہ آیہ " ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا " کی تفسیر ظاہر ہو جائے (۳).

حضرت مہدیؑ کے بارے میں مفسروں کے نظریات کا خلاصہ چند سطروں میں آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا جس سے پتا چلا کہ حضرت مہدیؑ حضرت فاطمہ زہراءؑ کی اولاد میں سے ہیں جو ایک دن ظہور فرمائیں گے. اور کفر و شرک پر غلبہ پاکر، زمین پر قرآن کی حکومت بر قرار فرمائیں گے

آج کل انسانیت ایک نئی قسم کی جاہلیت میں مبتلا ہے جو گذشتہ اقوام کی نسبت زیادہ خطرناک ہے اسی لئے انسانیت ایک ایسے مصلح کی محتاج ہے جو انسانیت کو گمراہی اور انحطاط سے نجات دلائے. جس طرح انبیاء کے ذریعے انسانیت کو نجات ملتی تھی.

انبیاءؑ کے اہداف و مقاصد کا انجام پانا اور انسانیت کی نجات جسکا وعدہ خدا کی طرف سے دیا جا چکا ہے. "انتظار" کے فلسفے میں پوشیدہ ہے. اور حضرت قائم آل محمدؑ کے ظہور سے ہی عملی جامہ پہن لے گا.

اختلاف حضرت مہدیؑ کی شخصیت میں ہے انکے وجود میں نہیں

مسلمان اگرچہ مذاہب اور نظریات میں مختلف ہیں لیکن سب اس بات پر اتفاق نظر رکھتے ہیں کہ عظیم مصلح حضرت مہدیؑ ہی ہیں. انہی کا وجود مقدس زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا. اور حضرتؑ کے ذریعے ہی صالحوں کی حکومت بر قرار ہوگی.

”و لقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثہا عبادی الصالحون“

(انبیاء۔۱۰۵).

اور ہم نے توریت کے بعد زبور میں لکھا کہ یقیناً صالح بندے زمین کے وارث بنیں گے.

لیکن حضرتؑ کی شخصیت اور ان کی ولادت میں اختلاف پایا جاتا ہے. اور اسی اختلاف کی بنا پر مسلمانوں میں دو نظریے وجود میں آئے. ایک نظریہ شیعہ امامیہ (جو کہ اہل بیتؑ کے پیرو ہیں) کا ہے جو کہتے ہیں کہ حضرت مہدیؑ ایک دن ضرور ظہور فرمائیں گے اس بات پر سب مسلمانوں کا آپس میں اتفاق ہے

حضرت مہدیؑ کا سلسلہ نسب حضرت رسول اکرمؐ تک یوں پہنچتا ہے کہ ان کے والد گرامی امام حسن عسکریؑ اور وہ جناب امام ھادیؑ کے فرزند ہیں۔ امام ھادیؑ، امام جوادؑ کے فرزند ہیں اور امام جوادؑ امام علی بن موسی الرضاؑ کے فرزند ہیں۔ امام رضاؑ، امام کاظمؑ کے فرزند ہیں اور امام کاظمؑ، امام جعفر صادقؑ کے فرزند ہیں۔ امام صادقؑ، امام باقرؑ کے لاڈلے ہیں اور امام باقرؑ، امام زین العابدینؑ، کے فرزند ہیں، امام زین العابدینؑ، امام حسین شہید مظلومؑ کے فرزند گرانقدر ہیں۔ اور امام حسینؑ، حضرت فاطمہ زہراءؑ کے جگر گوشہ ہیں۔

حضرت امام مہدیؑ کی والدہ کا نام "نرجس خاتون" ہے جو ایک کنیز تھیں۔

امام مہدیؑ کی ولادت پندرھویں شعبان ۲۵۵ھ کو شہر سامراء میں ہوئی اس وقت انکے والد گرامی زندہ تھے۔ وہ ابھی نظروں سے پوشیدہ ہیں اور ایک دن ظہور فرمائیں گے۔

دوسرے مسلمان، شیعوں کے ساتھ اس بات پر اختلاف نظر رکھتے ہیں۔ وہ اس بات کو نہیں مانتے کہ حضرت مہدیؑ پیدا ہو چکے ہیں اور نظروں سے پوشیدہ ہیں اور ایک دن ظہور فرمائیں گے۔ بلکہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرتؑ کسی زمانے میں پیدا ہوں گے اور ظلم و ستم کے خلاف جہاد کریں گے۔

سب مسلمان متفق ہیں کہ حضرت مہدیؑ حضرت رسول اکرمؐ کی نسل سے ہیں۔ مسلمانوں کے درمیان اختلاف فقط امامؑ کی شخصیت میں ہے لیکن اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ وہ ظہور کریں گے اور پوری دنیا کی اصلاح فرمائیں گے۔

مہدیؑ احادیث رسول اکرمؐ کی روشنی میں

احادیث کتب میں بہت سی ایسی حدیثیں منقول ہیں جن میں رسول مقبولؐ نے اپنی امت کو حضرت مہدیؑ کے بارے خبر دی ہے۔ ان روایات میں رسول مقبولؐ نے امت اسلامی کو صراط مستقیم کی طرف ہدایت کی ہے اسی لئے "مصلح جہانی" پر عقیدہ رکھنا ایک اسلامی اور قرآنی اصل ہے۔ یہ عقیدہ صرف ایک شیعہ عقیدہ نہیں جیسا کہ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ اس عقیدے کا سبب وہ ترس اور وحشت ہے جو کہ شیعوں پر حاکم ہے۔

رسول اکرمؐ نے حضرت مہدیؑ کے ظہور کی بشارت دی ہے اور امت کے لئے اس ظہور کی کچھ نشانیاں بیان کی ہیں۔ مسلمانوں کے مختلف مذاہب نے ان نشانیوں کا ذکر اپنی کتابوں میں کیا ہے۔

مرحوم سید عبداللہ شبر اپنی کتاب "حق الیقین" میں یوں رقمطراز ہیں:
بہت سی متواتر روایات میں حضرت مہدیؑ اور انکی غیبت کی خبر دی جا چکی ہے۔ یہ روایات فریقین سے منقول ہیں۔ اور اہل سنت کے راویوں میں بخاری، مسلم، ابو داؤد، ترمذی اور جامع الاصول کے مؤلف نے یہ روایات نقل کی ہیں یہ بات

مد نظر رہے کہ اہل سنت کی کتابوں میں حضرت مہدی قائمؑ کے حوالے سے ڈیڑھ سو سے زائد احادیث منقول ہیں.

معتبر اور مورد قبول کتب میں ہزاروں ایسی حدیثیں موجود ہیں. ابن حجر عسقلانی نے کتاب "الصواعق المحرقہ" میں حضرت امام حسن عسکریؑ کے حالات میں لکھا ہے. امام حسنؑ کا ابوالقاسم "م ح م د" حجتؑ کے علاوہ کوئی اور بیٹا نہیں تھا اور ان کی عمر باپ کی رحلت کے وقت پانچ سال کی تھی خدا نے انھیں حکمت عطا کی اور انکا نام قائم منتظر رکھا گیا کیونکہ وہ نظروں سے غائب ہیں اور کسی نا معلوم مقام پر ہیں.

اہل سنت حضرات میں دوسرے، ابن خلکان صاحب "الفصول المہمہ"، "مطالب السؤول" و "شواھد النبوۃ" نے بھی میں اسی طرح کی عبارت نقل کی ہے[۴].

ابو سعید خدری نے رسول اکرمؐ سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

"یکون فی امتی مہدیؑ ان قصر فسبع، والا فتسع، فتنعم فیہ امتی نعمۃ لم ینعموا امثلھا قط، تؤتی اکلھا، ولا تدخر منھم شیئاً، والمال یو مئذ کدوس، فیقوم الرجل فیقول: یا مہدی، اعطنی، فیقول: خذ"[۵].

میری امت میں مہدیؑ ظہور کرے گا. اگر اسکی حکومت مختصر ہو تو سات سال ورنہ نو سال ہوگی. اسوقت میری امت میں اتنی فراوان نعمت ہوگی کہ اس کے پہلے کبھی نہ تھی. کوئی شخص کوئی چیز کو بچا کے نہیں رکھے گا اور دولت و ثروت

اس زمانے میں انبار کے مانند ہو گی پس ایک آدمی کھڑا ہو اور عرض کرے گا. اے مولا مجھے عطا کیجیے، مولا اسے عطا فرمائیں گے

عظیم محدث ابراہیم بن محمد بن مؤید بن عبداللہ بن علی بن محمد الجوینی الخراسانی نے اپنی تصنیف "فرائد السمطین" میں ابی سعید خدریؓ نیز علامہ مجلسی نے ابی سعید خدری سے نقل کیا ہے:

" قال رسول الله، ابشر کم بالمهدی یبعث فی امتی علی اختلاف من الناس و زلازل یملا، الارض قسطاً و عدلاً کما ملئت جوراً و ظلماً، یرضی عنه ساکن السما، و ساکن الارض، یقسم المال صحاحاً، فقال رجل و ماصحاحاً، قال، بالسویة بین الناس"(۲)

پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: میں تمہیں مہدی کے بشارت دیتا ہوں جب میری امت اختلاف کا شکار ہو گی وہ ظہور کرے گا اور زمین کو عدال و انصاف سے بھر دے گا جیسی وہ ظلم و ستم سے بھر گئی ہوگی. زمین و آسمان کے لوگ ان سے راضی ہوں گے اور وہ لوگوں کے درمیان یکساں تقسیم کریں گے

جوینی خراسانی نے سعید بن جبیر اور انھوں نے عبداللہ بن عباس سے نقل کیا ہے جسکو علامہ مجلسی نے بھی اپنی کتاب میں نقل فرمایا ہے.

" قال، قال رسول الله، ان خلفائی و او صیائی و حجج الله علی الخلق اثنا عشره، اولهم اخی، و آخرهم ولدی و قیل یارسول الله و من ولدک قال، المهدی، یملاها قسطاً و عدلاً کماملئت ظلماً و جوراً.

و الذی بعثنی بالحق نبیاً لو لم یبق من الدنیا الایوم واحد، لاطال اللہ ذلک الیوم حتی یخرج فیہ ولدی المھدی، فینزل روح اللہ عیسی ابن مریمؑ فیصلی خلفہ، و تشرق الارض بنور ربھا، و یبلغ سلطانہ المشرق و المغرب"(۷)۔

رسول اسلامؐ نے فرمایا: میرے بعد لوگوں پر بارہ افراد میرے جانشین اور وصی ہیں ان میں پہلا میرا بھائی علیؑ ہے اور آخری میرا فرزند مہدیؑ ہے۔

سوال کیا گیا یا رسول اللہؐ آپکا بھائی کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا: علی بن ابی طالب۔ سوال کیا گیا: آپ کا فرزند کون ہے؟ آپ نے فرمایا: مہدیؑ جو زمین پر عدل و انصاف بر پا کرے گا جیسی کہ وہ ظلم و فساد سے بھر گئی ہو گی۔

قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق پر مبعوث کیا۔ اگر دنیا کے اختتام میں ایک دن باقی رہے گا تو خدا اس دن کو اتنا طولانی کردے گا کہ میرا فرزند (مہدیؑ) ظہور کرے۔ حضرت عیسی بن مریم روح اللہ، عرش سے نازل ہو کر ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے زمین نور الٰہی سے منور ہو جائے گی اور اس کی حکومت مشرق سے مغرب تک قائم ہو گی۔

ابن عمر نے رسول اکرمؐ سے نقل کیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

"یخرج المھدی و علی راسہ غمامۃ فیھا منادینادی، ھذا المھدی خلیفۃ اللہ فاتبعوہ"(۸)۔

جب مہدیؑ ظہور کریں گے ان کے سر پر بادل کا ایک ٹکڑا ہو گا اور اس کے درمیان سے منادی آواز دے گا۔ یہ مہدی ہے جو کہ خدا کا جانشین ہے اسکی

پیروی کرو.

متقی ہندی نے رسول اسلام سے نقل کیا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا:

"یخرج فی آخر امتی المھدی، یسقیہ اللہ الغیث، و تخرج الارض نباتھا، و یعطی المال صحاحاً و تکثر الماشیۃ و تعظم الامۃ، یعیش سبعاً او ثمانیاً"(۹).

میری امت کے آخری دنوں میں مہدیؑ ظہور کریں گے خدا ان کو بارش کے پانی سے سیراب کرے گا. اور زمین میں خوب سبزے اگیں گے وہ مال کو مساوی طور پر تقسیم کرے گا. بھیڑ بکریاں زیادہ ہوں گی. اور امت اسلامی اپنی سرافرازی دوبارہ حاصل کرے گی وہ سات یا آٹھ سال زندہ ہوں گے.

اسماعیل بن کثیر نے کتاب "النھایۃ"، "الفتن" اور "الملاحم" میں حجاج سے نقل کیا کہ حضرت علیؑ نے فرمایا:

"قال رسول اللہ: لو لم یبق من الدنیا الا یوم لبعث اللہ رجلا منا یملؤ ھا عدلاً کما ملئت جوراً"(۱۰).

رسول اللہؐ نے فرمایا: اگر دنیا کو ختم ہونے میں فقط ایک دن باقی بچے گا. جب بھی خدا ہم میں سے ایک شخص کو مبعوث کرے گا جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا. جیسے وہ ظلم و ستم سے بھر گئی ہو گی.

علی بن ابراهیم، عن ابیه، عن ابن ابی عمیر، عن هشام بن سالم عن ابی عبداللہ علیہ السلام، قال،

"من قدم اربعین من المؤمنین ثم دعا استجیب له"

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"جو بھی چالیس مؤمنین کیلئے دعا کرنے کے بعد اپنے لئے دعا مانگے گا اس کی دعا مستجاب ہوگی"

اصول کافی، کتاب الدعا، باب من تستجاب دعوتہ، حدیث نمبر ۵

امام مہدیؑ کے اوصاف

روایات نبویؐ نے حضرت مہدی کو دقیق طور پر مشخص کیا ہے. اور ان روایات میں حضرت مہدیؑ کی شخصیت اور انکے اوصاف کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے. اس تاکید اس لئے کی گئی ہے تاکہ لوگ حضرت کے بارے میں کسی شک و شبہہ میں مبتلا نہ ہوں اور مہدویت کے جھوٹے مدعی ان کے نام سے غلط فائدہ نہ اٹھائیں.

جب ہم روایات کی جانب نظر کرتے ہیں تو مندرجہ ذیل اوصاف حضرت مہدیؑ کے بارے میں مندرجہ ذیل اوصاف مشاہدہ کرتے ہیں:

۱۔ روایات میں تاکید کی گئی ہے کہ حضرت مہدیؑ قریش کے قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں. احمد اور ماوردی سے منقول ہے:

"ان النبی قال، ابشروا بالمھدی، رجل من قریش من عترتی، یخرج فی اختلاف الناس و زلزال، فیملا الارض عدلاً و قسطاً کما ملئت ظلماً و جوراً"[۱۱].

بشارت ہو تمہیں مہدیؑ کی، جو قریش سے اور میری اولاد میں سے ہے. جب لوگ اختلاف اور پریشانی میں گرفتار ہوں گے وہ ظہور کرے گا اور زمین کو عدل

وانصاف سے بھر دے گا جیسی وہ ظلم اور ستم سے بھر چکی ہوگی۔

۲۔ مہدیؑ عبدالمطلبؑ کی اولاد سے ہے۔ ابن ماجہ، انس بن مالک سے یوں نقل کرتے ہیں:

"قال، سمعت رسول اللہ یقول، نحن ولد عبدالمطلبؑ سادۃ اھل الجنۃ، انا و حمزۃؑ وعلیؑ وجعفرؑ والحسنؑ والحسینؑ والمھدیؑ"[۱۲]۔

میں نے رسول اکرمؐ سے سنا کہ آپؐ نے فرمایا: ہم عبدالمطلب کی اولاد جنت کے لوگوں کے سردار ہیں۔ میں، حمزہؑ، علیؑ، جعفرؑ، حسنؑ، حسینؑ اور مہدیؑ۔

۳۔ مہدیؑ آل محمدؐ اور انکی عترت پاک سے ہیں۔ انکا اسم گرامی محمدؐ ہے، امام احمد بن حنبل نے حجاج سے نقل کیا، کہ علیؑ نے فرمایا:

"قال رسول اللہ لو لم یبق من الدنیا الا یوم، لبعث اللہ رجلاً منا یملؤھا عدلاً کما ملئت جوراً"[۱۳]۔

پیغمبر گرامیؐ نے فرمایا: اگر دنیا کا فقط ایک دن باقی رہے جب بھی خدا ہم میں سے ایک شخص کو مبعوث کرے گا جو دنیا کو عدالت سے بھر دے گا جیسے کہ وہ ظلم وستم سے بھر گئی ہوگی۔

امام احمد بن حنبل نے حضرت علیؑ سے نقل کیا ہے:

"قال رسول اللہ، المھدی منا اھل البیتؑ یصلحہ اللہ فی لیلۃ"[۱۴]۔

رسول اکرمؐ نے فرمایا: مھدی ہمارے خاندان سے ہے اور خدا اسے ایک رات کے اندر حکومت عطا فرمائے گا۔

سفیان سے منقول ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا:

" لاتـذهب الدنيـا و لاتنقضی حتی یملک رجـل من اهل بیتی یو اطئ اسمه اسمی "(۱۵).

دنیا ختم نہیں ہوگی جب تک کہ میرے خاندان میں سے ایک فرد جو میرا ہمنام ہے اسکا مالک نہ بنے.

امام احمد نے عمرو بن عبید اور سفیان بن عیینہ اور سفیان ثوری سے جنھوں نے عاصم سے، اس روایت کو نقل کیا ہے. ترمذی نے بھی سفیان بن عیینہ اور سفیان ثوری سے اس روایت کو نقل کیا ہے. اور ترمذی نے اس روایت کی سند کو حسن اور صحیح کہا ہے.

اسی طرح ترمذی نے کہا: عبداللہ سے منقول ہے کہ رسول مقبولؐ نے فرمایا:

" یلی رجل من اهل بیتی، یو اطئ اسمه اسمی ".

میرے بعد میرے خاندان سے ایک شخص آئے گا جو میرا ہمنام ہوگا.

عاصم نے کہا کہ: ابو عاصم (صالح) نے ہمیں بتایا کہ ابوہریرہ نے کہا ہے: اگر دنیا سے ایک دن بھی باقی رہے تو خدا اس دن کو طولانی کرے گا تا کہ وہ (مہدیؑ) ظہور کرے. اسکے بعد کہا: یہ حدیث صحیح اور حسن ہے (۱۶).

ابو داؤد نے ابو سعید سے نقل کیا ہے:

" قال رسول الله، المهدی منی اجلی الجبهة، اقنی الانف، یملا الارض قسطاً و عدلاً

کماملئت جوراًو ظلماًیملک سبع سنین"[۱۷]۔

پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا: مہدیؑ مجھ سے ہے۔ اسکی پیشانی نورانی اور ناک ستواں ہے. وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جیسے وہ ظلم و ستم سے بھر گئی ہو گی. اسکی حکومت سات سال تک رہے گی.

سیوطی نے اپنی کتاب "الحاوی للفتاوی" کے باب حدیث مہدیؑ میں لکھا ہے. میں نے حضرت مہدیؑ کے متعلق فقط کچھ احادیث جمع کیں. اور ابو نعیم کے مجموعہ کو خلاصہ کیا اور جو کچھ قلم سے رہ گیا تھا اس کا اضافہ کیا اور (ک) کی علامت سے ان کی طرف اشارہ کیا ہے[۱۸]۔

۴۔ حضرت مہدیؑ، حضرت فاطمہ زہراءؑ کے فرزندوں سے ہیں. ابن ماجہ نے اپنی "سنن" میں سعید بن مسیب سے نقل کیا کہ اس نے کہا: ہم ام سلمہؓ کے پاس بیٹھے تھے کہ حضرت مہدیؑ کا ذکر چھڑ گیا. ام سلمہؓ نے فرمایا کہ: میں نے رسول اللہؐ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا "المھدی من ولد فاطمہ"[۱۹] مہدیؑ، فاطمہؑ کی اولاد سے ہے.

۵۔ آنحضرتؐ کے جانشین بارہ ہیں، کچھ روایات میں اس پر تاکید کی گئی ہے کہ آنحضرتؐ نے بارہ اماموں کے ناموں کو واضح طور پر بیان فرمایا ہے جو یہ ہیں:

امام علیؑ، امام حسنؑ، امام حسینؑ، امام زین العابدینؑ، امام محمد باقرؑ، امام جعفر صادقؑ، امام موسیٰ کاظمؑ، امام علی بن موسیٰ الرضاؑ، امام جوادؑ، امام ھادیؑ، امام حسن عسکریؑ اور امام مہدی منتظرؑ.

پیغمبر اکرمؐ نے اشارہ فرمایا کہ ان کے جانشین بارہ ہیں ان میں پہلے حضرت علیؑ اور آخری حضرت مہدیؑ ہیں.

یہ حدیث شریف اور گذشتہ احادیث جن میں واضح طور پر بیان کیا گیا تھا کہ مہدیؑ اہل بیتؑ سے اور حضرت فاطمہ زہراءؑ اور امام حسینؑ کی اولاد سے ہیں. ہمیں امام مہدیؑ کی شخصیت سے زیادہ متعارف کراتے ہیں.

جوینی نے اپنی کتاب "فرائد السمطین" میں سعید بن جبیر سے نقل کیا ہے کہ عبداللہ بن عباس سے منقول ہے:

" قال رسول اللہ، ان خلفائی و اوصیائی و حجج اللہ علی الخلق بعدی، اثنا عشر. اولھم اخی و آخرھم ولدی. قیل یا رسول اللہ و من اخوک؟ قال، علی ابن ابی طالبؑ. قیل فمن ولدک؟ قال المھدیؑ. الذی یملاٴھا قسطاً و عدلاً کما ملئت جوراً و ظلماً"[۲۰].

رسول اللہؐ نے فرمایا: میرے بعد میرے جانشین بارہ ہیں. ان میں سے پہلا میرا بھائی اور آخری میرا فرزند ہوگا. پوچھا گیا یا رسول اللہؐ آپکے بھائی کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: علی ابن ابی طالبؑ، پوچھا گیا آپکے فرزند کون ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: مہدیؑ جو زمین کو عدل و انصاف سے بھردیں گے جس طرح وہ ظلم و ستم سے بھر گئی ہوگی.

ابن صدیق حسن قنوجی. بخاری نے اپنی کتاب "الاذاعة لما کان و یکون بین یدی الساعة" میں حضرت مہدیؑ کے بارے میں سند کے ساتھ احادیث کو ذکر کیا ہے. اور لکھا ہے. ان میں ایک مہدی موعودؑ ہیں جو کہ حضرت فاطمہ زہراءؑ کی

اولاد میں سے ہیں۔اور آگے لکھتے ہیں۔ جو احادیث حضرت مہدیؑ کے سلسلے میں وارد ہوئی ہیں بہت زیادہ ہیں اور "حد تواتر"[۲۱] تک پہنچ چکی ہیں اور باقی کتب روائی جیسے "سنن" "صحاح" اور دیگر منابع و مآخذ میں نقل ہوئی ہیں۔

پھر بخاری لکھتے ہیں : "دجال" اور "حضرت عیسیٰؑ" کے بارے میں بھی احادیث تواتر تک پہنچ چکی ہیں۔ اور انکو انکار کرنے کی کوئی گنجائش نہیں۔ جیسا کہ علامہ محمد بن علی شوکانی یمنی نے اپنی کتاب " التوضیح فی تواتر علیٰ ماجاء فی المھدی المنتظرؑ و الدجال و المسیح "میں اظہار کیا ہے۔

بخاری آگے رقمطراز ہیں۔ جو احادیث حضرت مہدیؑ کے بارے میں وارد ہوئی ہیں اور ہماری رسائی ان تک ہے بہت زیادہ ہیں۔ اور پچاس احادیث جن میں صحیح، حسن اور ضعیف شامل ہیں ان کا ایک نمونہ ہے۔ البتہ ضعیف احادیث کی سند کا جبران ہوا ہے۔ اور یہ سب احادیث تواتر کی حد تک پہنچ چکی ہیں۔ اور کسی بھی اجتہادی تاویل و توجیہہ کی ضرورت نہیں ہے۔

بخاری آگے چل کر لکھتے ہیں۔ علامہ محمد بن اسماعیل امیر یمانی نے حضرت مہدیؑ کے ظہور کے سلسلے میں وارد ہونے والی احادیث کو اکٹھا کیا ہے اور فرمایا ہے کہ حضرت مہدیؑ آل محمدؐ سے ہیں اور آخری زمانہ میں ظہور کریں گے لیکن ان کے ظہور کا وقت معین نہیں ہوا ہے۔ بس صرف اتنا کہا گیا ہے کہ وہ دجال کے خروج سے پہلے ظہور فرمائیں گے

مدینہ یونیورسٹی کے چانسلر عبدالعزیز بن باز نے اظہار کیا ہے کہ حضرت

مہدیؑ کا ظہور ایک حقیقت ہے اور اس میں شک و شبہہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ اس سلسلے میں بہت سی احادیث و روایات وارد ہوئی ہیں جو "مستفیض"[۲۲] بلکہ "حد تواتر" تک پہنچ چکی ہیں۔ یہ سب احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضرت مہدیؑ منتظر موعود ہیں اور انکا ظہور کرنا ایک سچی حقیقت ہے[۲۳]۔

شیخ عبدالمحسن عباد (جو کہ مدینہ یونیورسٹی بورڈ کے رکن ہیں) نے اپنی تقریر جو انھوں نے "عقیدۃ اھل السنۃ و الاثر فی المھدی المنتظر" کے عنوان سے کی ہے اس میں فرمایا ہے: وہ اصحاب جنھوں نے حضرت مہدیؑ کے سلسلے میں رسول اکرمؐ سے حدیث نقل کی ہے ان کی تعداد ۲۶ ہے۔ جن کے نام یوں ہیں:

۱۔ عثمان بن عفان	۲۔ علی ابن ابی طالبؑ
۳۔ طلحۃ بن عبداللہ	۴۔ عبدالرحمن بن عوف
۵۔ حسین بن علیؑ	۶۔ ام سلمہؓ
۷۔ ام حبیبہؓ	۸۔ عبداللہ ابن عباس
۹۔ عبداللہ بن مسعود	۱۰۔ عبداللہ بن عمر
۱۱۔ عبداللہ بن عمرو	۱۲۔ ابو سعید خدری
۱۳۔ جابر ابن عبداللہؓ	۱۴۔ ابو ہریرہ
۱۵۔ انس بن مالک	۱۶۔ عمار بن یاسر
۱۷۔ عوف بن مالک	۱۸۔ ثوبان مولی
۱۹۔ قرۃ بن ایاس	۲۰۔ علی الھلالی

۲۱۔ حذیفہ بن الیمان ۲۲۔ عبداللہ بن حارث بن حمزہ

۲۳۔ عوف بن مالک ۲۴۔ عمران بن حصین

۲۵۔ ابوالطفیل ۲۶۔ جابر الصدفی

اسکے بعد انھوں نے ان بزرگوں کے نام لئے جنھوں نے اپنی کتابوں میں حضرت مہدیؑ کے بارے میں احادیث و روایات نقل کی ہیں اور فرمایا:

حضرت مہدیؑ کے بارے میں احادیث کو ہمارے بزرگوں نے صحاح، سنن، لغت نامہ اور مسانید میں نقل کیا ہے۔ اور جہاں تک میں نے تحقیق کی ہے ان کی تعداد ۳۸ افراد پر مشتمل ہے جن کے نام یوں ہیں۔

۱۔ ابو داؤد نے اپنی کتاب "سنن" میں

۲۔ ترمذی نے "جامع" میں

۳۔ ابن ماجہ نے "سنن" میں

۴۔ نسائی اور سفارینی نے ان کو "لوامع الانوار البھیہ" میں ذکر کیا ہے اور مناوی نے "فیض القدیر" میں۔ لیکن میں نے ان کو "صغریٰ" میں نہیں دیکھا۔ شاید "کبریٰ" میں موجود ہو۔

۵۔ احمد نے "مسند" میں

۶۔ ابن حبان نے اپنی "صحیح" میں

۷۔ حاکم نے "مستدرک" میں

۸۔ ابو بکر بن ابی شیبہ نے "المصنف" میں

۹۔ نعیم بن حماد نے "الفتن" میں
۱۰۔ حافظ ابو نعیم نے "المهدی" اور "الحلیہ" میں
۱۱۔ طبرانی نے "الکبیر و الاوسط والصغیر" میں
۱۲۔ دار قطنی نے "الافراد" میں
۱۳۔ بارودی نے "معرفۃ الصحابہ" میں
۱۴۔ ابو یعلی موصلی نے اپنی "مسند" میں
۱۵۔ بزاز نے اپنی "مسند" میں
۱۶۔ حارث بن ابی اسامہ نے اپنی "مسند" میں
۱۷۔ خطیب نے "تلخیص المتشابہ" اور "المتفق والمتفرق" میں
۱۸۔ ابن عساکر نے "تاریخ" میں
۱۹۔ ابن مندہ نے "تاریخ اصفہان" میں
۲۰۔ ابو الحسن حربی نے "الاول من الحربیات" میں
۲۱۔ تمام الرازی نے "فوائد" میں
۲۲۔ ابن جریر نے "تهذیب الآثار" میں
۲۳۔ ابو بکر مقری نے "معجم" میں
۲۴۔ ابو عمر دانی نے "سنن" میں
۲۵۔ ابو غنم کوفی نے "الفتن" میں
۲۶۔ دیلمی نے "مسند الفردوس" میں

۲۷۔ابو بکر اسکاف نے "فوائد الاخبار" میں
۲۸۔ابوالحسین بن مناوی نے "کتاب الملاحم" میں
۲۹۔ بیہقی نے "دلائل النبوۃ" میں
۳۰۔ابو عمر مقری نے اپنی "سنن" میں
۳۱۔ابن جوزی نے اپنی "تاریخ" میں
۳۲۔یحیی بن عبدالحمید حمانی نے اپنی "مسند" میں
۳۳۔ رویانی نے اپنی "مسند" میں
۳۴۔ابن سعید نے "الطبقات" میں
۳۵۔ابن خزیمہ
۳۶۔حسن بن سفیان
۳۷۔عمر بن شیبہ
۳۸۔ابو عوانہ

آخری چار راویوں کو سیوطی نے "العرف الوردی" میں ان افراد کے ذیل میں ذکر کیا ہے جنھوں نے حضرت مہدیؑ کے سلسلے میں احادیث نقل کی ہیں. البتہ کسی خاص کتاب کی جانب اشارہ نہیں کیا ہے[۲۴].

اس بنا پر یہ بات واضح ہوگئی کہ حضرت مہدیؑ کے بارے میں احادیث معتبر ہیں اور تمام فرقوں میں چاہے شیعہ ہوں یا اہل سنت سب کے درمیان متواتر ہیں.

مہدیؑ کون ہیں؟

جو بھی گذشتہ کتابوں اور احادیث کے مآخذ کی طرف رجوع کرے گا. وہ ان احادیث اور مضامین کو ملاحظہ کر سکتا ہے جو ہم نے نقل کیے ان احادیث کی سند اہل بیتؑ کے طریقے سے رسول اکرمؐ تک پہنچتی ہے. ان روایات کو اہل حدیث کی اصطلاح میں "متواتر" کہا جاتا ہے. جن کے ذریعہ اطمینان اور یقین حاصل ہوتا ہے. اور کوئی بھی شک و شبہ نہیں رہتا. مرحوم مجلسی نے اپنی کتاب "بحارالانوار" میں حضرت مہدیؑ کے بارے میں یوں تحریر کیا ہے: ان کی ولادت شب نیمۂ شعبان ۲۵۵ھ میں ہوئی. اور آپکی عمر ۵ سال تھی جب آپ کے والد گرامی اس دنیا سے رحلت فرماگئے[۲۵].

امام مہدیؑ کی ولادت عباسی حکومت کے دوران خلیفۂ مھتدی کے زمانے میں ہوئی. اس زمانے میں لڑائی جھگڑوں کا بازار گرم تھا. مشہور مورخ طبری اس زمانے کے حالات کے بارے میں لکھتے ہیں: عباسی خلیفہ مھتدی کے دور حکومت میں عالم اسلام فتنوں اور لڑائیوں میں ڈوب چکا تھا[۲۶].

امام مہدیؑ اپنے والد گرامی حضرت امام حسن عسکریؑ کے سائے عاطفت

میں متولد ہوئے۔ امام حسن عسکریؑ نے اپنے فرزند کی جان کے خوف سے ان کی ولادت کی خبر صیغۂ راز میں رکھی اور انکی حفاظت اور سلامتی کے لئے بڑی کوششیں کیں تاکہ وہ اس وعدہ کے وارث بنیں جو کہ ان کے جد بزرگوار حضرت پیامبر اکرمؐ نے کیا تھا۔

ہاں! جو روایات معتبر ذرایع سے ہم تک پہنچی ہیں ان میں لفظی اور معنوی تواتر ہے۔ اور ان سب میں خدا کے وعدے کی بشارت دی گئی ہے۔

گذشتہ صفحات میں ہم نے ان روایات کا ذکر کیا جو اہل سنت حضرات کے ذرایع سے تک پہنچی ہیں۔ اب ہم ان روایات کا ذکر کریں گے جو اہل بیتؑ کے طریقے سے ہم تک پہنچی ہیں اور اہل سنت ذرایع سے وارد ہونے والی احادیث کی تائید کرتی ہیں۔

یہ ساری احادیث و روایات واضح کرتی ہیں کہ حضرت مہدیؑ امام، حسن عسکریؑ کے فرزند ہیں اور حضرت رسول اکرمؐ نے بھی اس نسل کی گواہی دی ہے۔ جہاں فرمایا ہے "وہ فاطمہؑ کی اولاد میں سے ہیں"، "وہ مجھ سے ہیں"، وہ اہل بیتؑ سے ہیں"۔

ان میں کچھ احادیث کی جانب ہم اشارہ کرتے ہیں:

مرحوم شیخ صدوقؒ [۲۷] نے اپنی کتاب "اکمال الدین و اتمام النعمۃ" میں ماجیلویہ سے نقل کیا کہ حمزۃ بن ابی الفتح سے منقول ہے:

" جائنی یوماً، فقال لی: البشارۃ: ولد البارحۃ فی الدار، مولود لابی محمد وامر بکتمانہ

،قلت و ما اسمہ؟ قال: سمی " م ح م د" و کنی بجعفر "(۲۸)

ایک دن میرے پاس آئے اور کہا تمہیں بشارت ہو ! کل رات امام عسکریؑ کے گھر بیٹا پیدا ہوا ہے اور امامؑ نے حکم دیا ہے کہ اسکے بیٹے کی خبر صیغۂ راز میں رکھی جائے. میں نے پوچھا اس بیٹے کا کیا نام ہے؟ انھوں نے جواب دیا: اسکا نام "م ح م د" رکھا گیا اور جعفر اس کی کنیت ہے.

مرحوم صدوق نے ابی العباس، احمد بن عبد اللہ بن مہران سے، انھوں نے حسن بن اسحاق قمی سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا:

جب خلف صالحؑ کی ولادت ہوئی تو امام حسن عسکریؑ کی طرف سے ایک خط میرے دادا کو ملا (یہ خط آپؑ نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا اور اکثر اوقات اسی قلم سے ان کے خط آتے تھے) جس میں یوں لکھا تھا:

" ولد المولود، فلیکن عندک مستوراً، و عن جمیع الناس مکتوماً، فانا لم نظھر علیہ الا الاقرب لقرابتہ و المولی لولایتہ، احببنا اعلامک، لسرک اللہ بہ کما سرنا. والسلام "(۲۹)

جس فرزند کا انتظار تھا وہ پیدا ہو گیا ہے اس راز کو مخفی رکھنا اور لوگوں سے چھپانا. ہم اپنے خاص افراد، جو ہمارے قریبی ہیں یا وہ اشخاص جو ہماری ولایت کی پیروی کرتے ہیں ان کے علاوہ کسی کو اس راز سے آگاہ نہیں کرتے ہم نے چاہا کہ تم کو بھی اس راز سے آگاہ کریں تاکہ خدا تمہیں اس کے ذریعہ خوش کرے. جیسا کہ ہمیں خوش فرمایا. والسلام

اربلی نے اپنی کتاب "کشف الغمہ" میں ابن الخشاب صاحب کتاب "موالید الائمہ" سے امام حسن عسکریؑ کے صحابی ابراہیم کے ذریعہ نقل کیا ہے کہ میرے مولا کے لئے کہیں سے چار بھیڑیں آئیں اور انھوں نے ایک خط میں مجھے مخاطب کر کے فرمایا:

"بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ (عق) ھذہ عن ابنی محمد المھدی و کل ھناک و اطعم من وجدت من شیعتنا"۔(۳۰)

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان بھیڑوں کو میرے بیٹے "م ح م د مہدیؑ" کے لئے عقیقہ کرو، خود بھی ان کا گوشت کھاؤ اور ہمارے شیعوں کو بھی کھلاؤ۔

نیز، شیخ صدوق سے منقول ہے کہ احمد بن اسحاق نے فرمایا: میں نے امام حسن عسکریؑ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا:

"الحمد للہ الذی لم یخرجنی من الدنیا حتی ارانی الخلف من بعدی، اشبہ الناس برسول اللہ خلقاً و خُلقاً، یحفظہ اللہ تبارک و تعالیٰ فی غیبتہ، ثم یظھرہ فیملاء الارض عدلاً و قسطاً، کماملئت جوراً و ظلماً"۔(۳۱)

شکر ہے اس خدا کا جس نے مجھے اتنی عمر عطا کی کہ میں اپنے جانشین کو دیکھ سکوں۔ وہ شکل و صورت اور رفتار و کردار میں حضرت رسولؐ سے سب سے زیادہ مشابہت رکھتا ہے۔ زمانۂ غیبت میں خدا اسکی حفاظت کرے گا۔ اسکے بعد وہ ظہور کرے گا اور زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ جس طرح وہ ظلم و فساد سے بھر چکی ہو گی۔

شیخ مفیدؒ، حضرت امام حسن عسکریؑ کی وفات کے متعلق فرماتے ہیں: امام حسن عسکریؑ نے اپنے فرزند جو کہ حکومت الٰہی کا منتظر ہے، اپنا جانشین مقرر فرمایا۔ اسکی ولادت کو پوشیدہ رکھا۔ امامؑ نے اس سخت زمانہ میں جبکہ دشمن انکے فرزند کی تلاش میں تھے۔ اور غیبت پر شیعوں کا عقیدہ رواج پا چکا تھا۔ اس راز کو پوشیدہ رکھا۔ اور اپنے بیٹے کو اپنی حیات کے دوران ظاہر نہ کیا۔ یہاں تک کہ عام لوگ امام کی وفات کے بعد بھی ان کے بیٹے کی ولادت سے بے خبر تھے (۳۲)۔

مذکورہ روایات جو کہ شیعہ منابع و مآخذ سے منقول ہیں۔ اہل سنت کی روایات سے ہماہنگ ہیں۔ اور ان مندرجہ ذیل نکات کی طرف اشاہ کرتی ہیں

۱۔ حضرت مہدیؑ، حضرت فاطمہ زہراءؑ کی اولاد میں سے ہیں۔

۲۔ امام حسینؑ کے فرزندوں میں سے ہیں۔

یہ وہ حقیقت ہے جس پر مسلمانوں کے تمام مذاہب متفق ہیں اور اس پر تاکید کرتے ہیں۔

مذکورہ نکات کے علاوہ شیعوں کا عقیدہ یہ ہے:

۱۔ حضرت مہدیؑ امام حسن عسکریؑ کے بیٹے ہیں

۲۔ ان کے باپ کی رحلت کے وقت انکی عمر مبارک ۵ سال تھی اور خدا کے اذن کے مطابق وہ پردۂ غیبت میں ہیں۔ انکی غیبت کے دو مرحلے ہیں:

الف:- غیبت صغریٰ۔ غیبت صغریٰ کے دوران حضرتؑ کے چار نائب اور سفیر تھے جن کو نواب اربعہ کہا جاتا ہے۔ اور جن کا امامؑ کے ساتھ خصوصی رابطہ

تھا۔

ب:۔ غیبت کبریٰ۔ اس دوران امامؑ سے امت کا رابطہ کٹ گیا ہے اور اس زمانہ میں امام نے شیعوں کو فقہاء کی جانب رجوع کرنے کا حکم دیا ہے۔ یہاں تک کہ ظہور کے اسباب فراہم ہوں۔ اور ایک عظیم انقلاب اور الٰہی حکومت زمین پر قائم ہو۔

جو روایات خاندان رسول اکرمؐ کی محبت و مودّت کے سلسلے میں وارد ہوئی ہیں۔ انکا دامن بہت وسیع ہے۔ جو چیز مسلّم ہے یہ ہے کہ سب مسلمان اس بات پر متفق ہیں کہ اہل بیتؑ کی محبت و ولایت ایمان اور تقوی کی نشانیوں میں سے ہے۔ مسلمانوں کے درمیان اس بات پر کوئی اختلاف نہیں کہ اہل بیتؑ علمی اور اجتماعی لحاظ سے بلند پایہ ہیں۔ راویوں اور مصنفین نے بہت سی احادیث اس سلسلے میں اپنی کتابوں میں ذکر کی ہیں۔ مندرجہ ذیل احادیث نمونے کے طور پر پیش کی جاتی ہیں۔

"انی تارک فیکم الثقلین، کتاب اللہ و عترتی اہل بیتی، ما ان تمسکتم بھما فلن تضلو ابعدی ابداً"۔ (۴۴)

رسول اکرمؐ نے فرمایا: میں تمہارے درمیان دو گرانبہا چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں کتاب خدا اور میری عترت۔ میرے بعد جب تک تم ان دونوں سے متمسک رہو گے ہرگز گمراہ نہیں ہو گے۔

دوسری حدیث میں آنحضرتؐ نے یوں ارشاد فرمایا:

"مثل اهل بیتی فیکم، کمثل سفینة نوح، من رکبها نجیٰ و من تخلف عنها غرق"(۴۴)

تمہارے درمیان میرے اہل بیتؑ کی مثال حضرت نوحؑ کی کشتی جیسی ہے جو بھی اس میں سوار ہوا اس نے نجات پائی اور جس نے بھی ان کو ترک کیا وہ ہلاک ہوا۔

ان روایات سے جو نکتہ معلوم ہوتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ امام مہدیؑ کا وجود مقدس اور انکی امامت و قیادت، انکے آباء و اجدادؑ یعنی حضرات علیؑ، حسنؑ، حسینؑ، علی بن حسینؑ، محمد بن علیؑ، جعفر بن محمدؑ، موسیٰ بن جعفرؑ، علی بن موسیٰؑ، محمد بن علیؑ، علی بن محمدؑ، حسن بن علیؑ کی رہبریت کی بقاء اور استمراری سلسلہ ہے۔

اس بات کی دلیل رسول اکرمؐ سے منقول ایک روایت ہے جس میں آنحضرتؐ نے فرمایا: میرے بعد بارہ افراد میرے جانشین ہیں جن میں آخری مہدیؑ ہیں۔

مسلمانوں کے درمیان باقی ائمہ اطہارؑ کی ولایت و امامت کے بارے میں اختلاف نظر تو ہے لیکن امام مہدیؑ کی قیادت کے بارے میں کسی قسم کا اختلاف نہیں پایا جاتا۔ بلکہ سب اس بات پر متفق ہیں کہ امام مہدیؑ اہل بیتؑ سے ہیں اور امام حسینؑ کی اولاد میں سے ہیں۔ وہ مصلح اعظم، عالم بشریت کے ناجی اور اسلام کی شان و شوکت اور عظمت و سرافرازی کے موجب ہوں گے۔

علی بن ابراهیم، عن ابیه، عن ابن ابی عمیر، عن عبدالله بن سنان، عن ابی عبدالله علیه السلام قال، قال رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم:

"الصلاة علی و علی اهل بیتی تذهب بالنفاق"

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم فرماتے ہیں:

"مجھ پر اور میری آلؑ پر صلوات بھیجنا نفاق کو زائل کرتا ہے۔"

اصول کافی، کتاب الدعا باب الصلاة علی النبی و اهل بیته، حدیث نمبر ۹

زمانۂ ولادت کے سیاسی حالات

جو بھی تاریخ اسلام اور ائمہ معصومینؑ کے حالات زندگی سے آگاہ ہو اسے اموی اور عباسی حکمرانوں کے خلاف ائمہ اطہارؑ کی جدو جہد کا علم ہوگا۔

ائمہؑ ہی تھے جنھوں نے بنی عباس اور بنی امیہ کے مقابلے میں سیاسی ، فکری محاذ کھولا تھا. اسی لئے ائمہؑ نے مختلف قسم کے رنج و آلام ، زندان ، قتل و شہادت جیسے ظلم برداشت کئے اور بعض اوقات مختلف قسم کے مصائب اور سختیوں نے آل علیؑ کو انقلاب اور مسلحانہ جنگ کرنے پر مجبور کیا۔

مختلف مورخین نے عباسی حکمرانوں کی دشمنیوں اور سختیوں کو اپنی کتابوں میں قلمبند کیا ہے. اور اسی طرح اس زمانے کے اخلاقی، سیاسی، اقتصادی بحران اور ائمہؑ سے سلطنت بنی عباس کے خوف و ہراس پر روشنی ڈالی ہے. اور انہیں حالات میں مورخین نے امام مہدیؑ کی ولادت کی خبر بھی دی ہے۔

اس عظیم شخصیت نیز انسانیت پر انکے اہم کردار جو زمین پر الٰہی حکومت کی برقراری کی شکل میں ظاہر ہوگا، اسے جاننے کے لئے مناسب ہے . کہ انکی ولادت اور انکی غیبت کے زمانے کے سیاسی حالات کو جیسا کہ مورخین نے قلمبند کیا ہے

جان لیں. شیعہ مورخین نے انکی ولادت ۲۵۵ھ شہر سامراء میں نقل کی ہے. اور اس زمانے کے خلیفہ عباسی کا نام "محمد بن واثق مہتدی" ثبت کیا ہے.

مورخین نے اس زمانے کے حالات کو بحرانی نقل کیا ہے سلطنت عباسی داخلی جنگوں کا شکار تھی. اور اخلاقی انحطاط میں گرفتار تھی. باپ اور بیٹے کے درمیان تخت و تاج پر جنگ اور عیش و عشرت میں مصروف بادشاہوں کے حالات نے اس حکومت کے وقار کو گرایا تھا.

فوج کے جنرل اور سیاسی مراکز کے بااثر افراد حکومت کے مقابلہ میں جری ہوگئے تھے. اور خلیفہ عباسی ان لوگوں کے ہاتھوں جن میں اکثریت ترکوں کی تھی کھلونا بن گیا تھا. ان حالات نے انقلابی لوگوں کو موقع فراہم کردیا کہ وہ عباسی سلطنت کے خلاف اپنی تحریک کو اور تیز کر کے ایک انقلاب برپا کریں.

ان ہی حالات میں جبکہ عالم اسلام میں انسانیت کے نجات دہندہ حضرت مہدیؑ کی ولادت کا وقت نزدیک ہو رہا تھا (یعنی رجب ۲۵۵ھ کے دوران). حضرت مہدیؑ کی ولادت سے ٹھیک ۱۸ دن پہلے خلیفہ "معتز" مارا گیا. اور تاریخ کی گواہی کے مطابق معتز کے فوراً بعد اسکے بیٹے "مہتدی" نے حکومت کا کنٹرول اپنے ہاتھ میں لیا. پس حضرت مہدیؑ کی ولادت خلیفہ مہتدی کی حکومت کے دوراں ہوئی. اور اس کے بعد ترکوں اور مہتدی کے درمیان اختلاف اپنے اوج کو پہنچے. اور ترکوں نے خلیفہ کو رجب ۲۵۶ھ میں قتل کیا. اسکے بعد احمد بن جعفر متوکل عباسی تخت خلافت پر بیٹھ گیا.

یہاں پر ہم تاریخی اسناد و شواہد، قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں. تا کہ جن شدید مصائب کا سامنا آل ابیطالبؑ (امام حسنؑ و امام حسینؑ اور جعفر بن ابیطالبؑ کی اولاد) کر رہی تھی ان سے آگاہ ہوں. اور امام مہدیؑ کی غیبت کے اسباب اور آل ابیطالبؑ سے عباسی حکومت کی دشمنی کا جائزہ لے سکیں. اس دور میں "علویین" جو ظلم و ستم سے تنگ آ چکے تھے. انہوں نے حکومت کے خلاف انقلاب برپا کر دئے. ابوالفرج اصفہانی نے ان حضرات کے ناموں کو ذکر کیا ہے. جو یا قتل ہوئے یا جیل خانوں میں شہید ہوئے یا ہمیشہ انکا پیچھا کیا جاتا رہا.

اب ہم ابوالفرج اصفہانی اور دوسرے مورخین کی اسناد پر ایک نظر ڈالتے ہیں.

(عیسی بن اسماعیل بن جعفر جیل خانے میں فوت ہوے). وہ امام حسن بن علیؑ کی اولاد سے تھے. جعفر بن محمد بن جعفر "شہر رے" میں مارے گئے. وہ امام زین العابدینؑ کی اولاد سے تھے. ابراہیم بن محمد..... قتل ہوئے. یہ حضرت عباس بن علیؑ کی اولاد سے تھے. حرث بن اسد، ابی الساج کا کارندہ مدینہ میں قید کیا گیا. اور احمد بن محمد بن یحیی بن عبداللہ بن حسن بن الحسن بن علی بن ابیطالبؑ مروان کے گھر میں قید کئے گئے اور قید خانہ میں ہی فوت ہوئے.

اسکے بعد ابوالفرج اصفہانی علی بن زید کے بارے میں لکھتے ہیں. "ان افراد میں جنہوں نے اس دوران حکومت ظلم کے خلاف علم بلند کیا. علی بن زید بن حسین بن عیسیٰ بن زید بن علی بن حسین بن علی ابیطالبؑ تھے. ان کی ماں قاسم

بن عقیل بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن عقیل بن ابیطالبؑ کی بیٹی تھیں. جس نے کوفہ میں قیام کیا.

عام لوگوں کے علاوہ کوفہ کے صحرا میں رہنے والے لوگوں نے انکی بیعت کی اور زیدیہ فرقہ کے لوگوں اور دوسری بڑی بڑی شخصیات نے ان کی حمایت کی اگرچہ کچھ لوگ جو زید کے زمانے میں تھے، ان سے ناراض تھے. مہتدی نے "شاہ بن مکیال" کو ایک بڑی فوج کی قیادت میں اس کی طرف بھیجا. یہ حادثہ بصرہ میں "ناجم" کے خروج سے پہلے رونما ہوا.

اس انقلاب پسند شخص کے ساتھی بہت ہی کم تھے اور اس نے مہتدی کے ساتھ ایک نابرابر جنگ لڑی اس کے ساتھ ۲۰۰ سوار تھے جنھوں نے بڑی دلیری سے جنگ کی اور عباسی لشکر کو نیست و نابود کر دیا.

ابوالفرج اصفہانی آگے لکھتے ہیں: ناجم نے اس دوران بصرہ میں قیام کیا. اور زید بھی اس سے آملے. کچھ اور طالبی بھی ان کے ہم رکاب تھے. جن میں سے ایک محمد بن قاسم بن حمزہ بن حسن بن عبیداللہ بن عباس بن علی بن ابیطالبؑ اور طاہر بن احمد بن قاسم بن حسن بن زید بن حسن بن علی بن ابیطالبؑ تھے. وہ ناجم کی اردوگاہ میں علی بن زید کے ہمراہ تھے. جب علی بن زید پر ناجم کا مقصد واضح ہوا تو انھوں نے جنگی سرداروں کو اپنی بیعت کے لئے دعوت دی اور ناجم کی حقیقت ان پر روشن کی، جب یہ خبر ناجم کو پہنچی تو اس نے علی بن زید اور ان کے دو ہمراہیوں کو بلایا اور انکی گردن اڑا دی. یہ واقعہ معتمد کے زمانے میں پیش آیا

اگر چہ اس کا خروج، مہدی کے زمانے میں تھا.

موسی بن بغا جو کہ ہمدان میں رہتا تھا. اس نے اس دوران قیام کیا. اس نے ایک لشکر "کیغلغ" کی قیادت میں "کوکبی" کے ساتھ جنگ کرنے کی غرض سے قزوین بھیجا. ان کے درمیان شدید جنگ چھڑ گئی. اور اس میں حسین بن محمد بن حمزہ بن قاسم بن حسن بن زید بن حسن بن علی بن ابیطالب علیہم السلام درجۂ شہادت پر فائز ہوئے.

وہ آگے لکھتے ہیں: عبداللہ بن عبدالعزیز کے ساتھی یحیی بن علی مارے گئے. وہ زید کی اولاد میں سے تھے. اور "شہر رے" کے ایک گاؤں میں قتل ہوئے.

حرث بن اسد محمد بن الحسن بن محمد بن ابراہیم بن حسن بن زید بن حسن بن علیؑ کو قیدی بنا کر مدینہ کی طرف لے گیا. وہ "صفرا" (مدینہ سے پہلے ایک مقام ہے) میں اس دنیا سے چل بسے. حرث نے ان کے دونوں پاؤں کاٹ ڈالے اور ان کو صحرا میں پھینک دیا.

سعید بن حاجب نے جعفر بن اسحاق علوی کو بصرہ میں مار ڈالا. اسکے علاوہ سعید بن حاجب نے موسیٰ بن عبداللہ علوی کو جو باتقویٰ اور راوی حدیث تھے انکے فرزند ادریس، بھتیجے محمد بن یحیی اور ابو طاہر احمد بن زید علوی کو عراق کی طرف روانہ کیا لیکن "بنی فزاز" کے قبیلے نے ان کو سعید سے نجات دلائی. اگر چہ موسیٰ ان کے ساتھ جانے کے لئے تیار نہ ہوئے اور سعید ابن حاجب کے ساتھ واپس لوٹے لیکن سعید بن حاجب نے "زبالہ" نامی علاقہ میں موسیٰ کو زہر دے

کر شہید کر دیا اور ان کے سر کو محرم الحرام ۲۵۶ھ میں مہتدی کے پاس بھیج دیا۔

عبدالرحمن جو کہ ابی الساج کا جانشین تھا اس نے عیسی بن اسماعیل جو کہ جعفر بن ابیطالبؑ کی اولاد سے تھے قیدی بنایا اور کوفہ بھیج دیا وہ کوفہ میں چل بسے۔

عیسیٰ بن محمد مخزومی نے علی بن موسیٰ علوی کو مکہ میں قیدی بنایا اور وہ اسی قید خانہ میں دنیا سے رحلت فرما گئے۔

عبداللہ بن عزیز جو کہ طاہر کا کارگزار تھا اس نے محمد بن حسین علوی اور علی بن موسیٰ علوی کو سامراء بھیجا اور وہاں قید کر دیا وہ دونوں قید خانے میں ہی چل بسے۔

محمد بن احمد بن عیسی بن منصور جو مہتدی کا ایلچی تھا اس نے ابراہیم بن موسی علوی کو قیدی بنایا اور وہ اسی زندان میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔ ابوالساج نے عبداللہ محمد علوی کو مدینہ کے قید خانے میں ڈال دیا وہ ابھی قید خانے میں ہی تھے کے ابوالساج مرگیا اس کے بعد احمد بن منصور مدینہ کا والی بنا اور عبداللہ بن محمد علوی اسکے زندان میں چل بسے(۳۵)۔

مشہور مورخ یعقوبی نے بھی دوسرے انقلابوں کو یوں قلمبند کیا ہے۔

طالبیوں کا ایک شخص جن کا نام ابراہیم ابن محمد اور جن کی شہرت "صوفی" تھی اور وہ عمر بن علی کی اولاد سے تھے انھوں نے مصر کے علاقہ "صعیہ" میں قیام کا علم اٹھایا۔ اسی طرح اس علاقے میں دوسرے شخص جسکا نام عبداللہ بن عبدالحمید بن عبداللہ بن عبدالعزیز بن عمر بن خطاب ثبت کیا گیا ہے اس نے

بھی قیام کیا اور سلطان کے خلاف جنگ لڑی اسکے بعد اس نے والی بصرہ کو مغلوب کیا اور "ابلہ"[۳۶] کا رخ کیا اور اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔

بصرہ کے لوگوں کے درمیان قومی تعصبات نے اتنا زور پکڑا کہ ایک گروہ دوسرے گروہ کے گھروں کو آگ لگاتا تھا[۳۷]۔

اسکے بعد یعقوبی مہتدی عباسی اور ترکوں کے اختلافات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ خلیفہ نے ترکوں کے خون و مال کو مباح حساب کیا اور انکے گھروں کو آگ لگوادی۔ اسکے بعد لکھتا ہے کہ آخر کار ترکوں نے مہتدی کے خلاف شورش کا اعلان کیا اور اسے مار ڈالا۔ اور اسطرح اسکی خلافت رجب کے مہینہ ۲۵۶ھ میں اختتام پذیر ہوئی۔

معتمد عباسی کی حکومت کے دوران احمد بن محمد علوی نے خروج کیا لیکن احمد بن طولون نے انھیں "اسوان" نامی مقام پر شکست دی اور ان کا سر کاٹ کر معتمد کے پاس بھیج دیا۔

صلاب ترکی نے حمزۃ بن حسن کو جو جعفر بن ابیطالبؑ کی اولاد سے تھے۔ ایک جنگ میں جو صلاب ترکی اور ہوذان دیلمی کے درمیان واقع ہوئی قیدی بنا کر ان کی گردن اڑا دی اور انھیں مُثلہ کیا۔

نیز حمزہ بن عیسیٰ علوی اور محمد بن حسن، ان کے بھائی ابراہیم، حسن بن محمد علوی اور اسماعیل بن عبداللہ جو کہ جعفر بن ابیطالبؑ کے فرزندوں میں سے تھے۔ حسن اور یعقوب ابن لیث صفاری کے مابین طبرستان میں ہونے والی جنگ

میں مار ڈالا.

محمد بن حسین علوی معتمد کے زمانے میں قیدی بن کر سامراء کے قید خانے میں چل بسے.

موسی بن موسی علوی بھی معتمد کے زمانے میں سامرا میں چل بسے. وہ معتز کے زمانے میں مصر سے سامرا منتقل ہوئے وہاں انھیں قید کر لیا گیا اور قید خانے میں ہی باقی عمر گذاری یہاں تک کہ اس دنیا سے چل بسے.

سعید بن حاجب نے محمد بن احمد بن عیسی کو دو بیٹوں (احمد اور علی) کے ساتھ قیدی بنایا. محمد اور ان کا ایک بیٹا قید خانے میں وفات پا گئے لیکن ان کے دوسرے بیٹے علی قید خانے سے آزاد ہوئے [۳۸].

مندرجہ بالا اسناد و شواہد سے واضح ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں آل ابیطالبؑ کے لیے خطرناک سیاسی حالات تھے. جن میں زندان قتل و اذیت ان کے لیے عام تھی.

اگرچہ خلفائے بنی عباس نے حسین بن علیؑ کی امامت کو ظاہری طور پر مان لیا تھا. لیکن حکومت سنبھال لینے کے بعد امام صادقؑ کے زمانے (۱۳۲ھ) سے ہی اہل بیتؑ کے ساتھ انہوں نے اپنی کینہ توزی ظاہر کر دی. یہاں تک کہ انہوں نے امام موسی کاظمؑ کو قید میں ڈال کر آپؑ کو شہید کیا. مامون عباسی کے زمانے میں امام رضاؑ کی امامت کے دوران یہ کینہ توزی کم ہوئی. لیکن اس کے فوراً بعد امام ہادیؑ کی امامت کے دوران یہ کینہ توزی اپنے اوج کو پہنچ گئی. یہاں تک کہ خلفاء

بنی عباس جیسے معتز، مہتدی اور معتمد نے امام حسن عسکری کے خلاف شدید کینہ اور دشمنی کا اظہار کیا اور حضرت مہدیؑ کے زمانے تک جاری رہی۔

شیخ مفید (محمد بن محمد بن نعمان عکبری بغدادی) یوں نقل فرماتے ہیں:

حکومت کی طرف سے آل ابیطالبؑ پر دشمنی، قتل و غارت، ظلم و ستم کا سلسلہ جاری رہا۔ حکومت کو اس بات کا علم تھا کہ امامت امام حسن عسکریؑ کی نسل میں باقی رہے گی۔ اور امام حسن عسکریؑ کو اس بات پر اصرار تھا کہ امامت کے سلسلے کو باقی رکھا جائے۔ اس کے لئے آپ نے حکمت عملی سے کام لیا۔ یہ سب مسائل اس بات کے متقاضی تھے کہ وہ اپنے عزیز فرزند کو لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رکھیں یہاں تک کہ انکی ولادت کو بھی صیغۂ راز میں رکھا گیا۔

امام حسن عسکریؑ نے اپنے فرزند حضرت مہدیؑ کو اپنا جانشین بنایا۔ اور انکی ولادت کو صیغۂ راز میں رکھا۔ ان کو لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رکھا کیونکہ زمانہ کے ظلم و ستم میں شدت آچکی تھی اور حکام وقت حضرت مہدیؑ کی جستجو میں تھے۔ خصوصاً جبکہ شیعوں کا یہ عقیدہ عام ہوا کہ شیعہ حضرت مہدیؑ کا انتظار کر رہے ہیں لہذا عام لوگوں نے امام حسن عسکریؑ کی وفات کے بعد بھی حضرت مہدیؑ کو نہیں پہچانا۔ اسی لئے امام عسکری کے بھائی جعفر بن علی نے ان کے اموال پر خود قبضہ کر لیا۔ امامؑ کی کنیزوں کو حبس کیا، امام کی کچھ بیویوں کو قیدی بنایا۔ اور امام عسکریؑ کے اصحاب کو اس عقیدے کی خاطر کہ وہ مہدیؑ کے منتظر ہیں گالیاں دیں۔ لوگوں کو اپنے دباؤ میں رکھا اور انہیں فریب دے کر وہاں

سے دور کر دیا۔ امام عسکریؑ کی باقی اولاد کو امام کی وفات کے بعد ذلت، رعب و وحشت اور زندان کی مشقتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن حکومت وقت کو ان سارے اقدامات کے باوجود کوئی کامیابی نہ ملی۔ اور وہ حضرت مہدیؑ تک نہیں پہنچ سکے۔ جعفر نے امامؑ کے اموال کو غصب کیا اور اس بات کی کوشش کی کہ اپنے آپ کو امامؑ کا جانشین جتلائے لیکن کسی نے اسکی امامت کو نہیں مانا[۳۹]۔

شیخ مفیدؒ (۳۳۸ھ - ۴۱۳ھ) جو غیبت صغریٰ کے زمانے سے بہت نزدیک تھے۔ انہوں نے اپنے معتبر اور صحیح دستاویزات میں امام مہدیؑ کے زمانے کے سیاسی خدو خال کو یوں ہی مشخص کیا ہے جیسا کہ اوپر قارئین نے ملاحظہ فرمایا۔

علی بن ابراھیم، عن ابیہ، عن ابن ابی عمیر، عن حفص بن البختری

قال، قال ابو عبداللہ (علیہ السلام)

"ایاکم و المزاح فانہ یذھب بماء الوجہ"

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"مزاح کرنا انسان کی عزت و اکرام کو ختم کر دیتا ہے"۔

اصول کافی، کتاب العشرۃ، باب الدعابۃ و الضحک، حدیث نمبر ۸

امام عسکریؑ کے بعد کے سماجی حالات

امام حسن عسکریؑ ۲۶۰ھ میں درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔ ان کی شہادت سے شیعیت خطرے میں پڑگئی، حالات بحرانی ہوئے اور بہت سے لوگ حیران و پریشان ہوئے ہر شخص کے ذہن میں یہ سوال ابھر رہا تھا کہ کیا امام حسن عسکریؑ کا کوئی فرزند ہے جو ان کا جانشین ہوگا یا سلسلۂ امامت منقطع ہوگیا ہے اس سوال کے مختلف جوابات ملنے لگے جن کے باعث مختلف فرقے وجود میں آگئے۔

شیخ صدوق اپنی کتاب "کمال الدین" میں کچھ راویوں کی سند کے ساتھ ابی حاتم سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا:

"سمعت ابا محمد الحسن بن علی علیہ السلام یقول، فی سنۃ مائتین و ستین تفرق شیعتی"۔

میں نے امام حسن عسکریؑ سے سنا ہے کہ انھوں نے فرمایا: ۲۶۰ھ میں میرے شیعہ مختلف فرقوں میں بٹ جائیں گے۔

اس کے بعد شیخ صدوقؒ لکھتے ہیں، اسی سال امام عسکریؑ نے رحلت فرمائی اور شیعہ متفرق ہوگئے ان میں سے کچھ جعفر کے طرفدار ہوگئے اور کچھ شک و

تردید کا شکار ہوئے اور کچھ حیران و پریشان اور کچھ خداوند عالم کے لطف سے اپنے دین پر باقی رہ گئے[۴۰]۔

نمونے کے طور پر ہم یہاں کچھ واقعات بیان کرتے ہیں جن سے قارئین کو امام حسن عسکریؑ کے پیروؤں اور شیعوں کے درمیان ہونے والے اختلاف کا علم ہوگا اس کی توضیح کے لئے ابو محمد حسن بن موسی نوبختی جو کہ تیسری صدی ہجری کے اعلیٰ درجہ کے علماء میں سے ہیں کے قول کو نقل کرتے ہیں۔ انہوں نے امام حسن عسکریؑ کی شہادت کے بعد رونما ہونے والے حالات اور ان فرقوں کے بارے میں لکھا ہے جو امامؑ کی شہادت کے بعد وجود میں آئے۔ وہ لکھتے ہیں:

امام حسن عسکریؑ ربیع الاول ۲۳۲ھ کو پیدا ہوئے اور جمعہ آٹھ ربیع الاول ۲۶۰ھ کو سامراء میں درجہ شہادت پر فائز ہوئے اور اپنے ہی گھر میں اسی کمرے میں جہاں ان کے والد بزرگوار دفن کئے گئے تھے سپرد خاک کئے گئے۔ شہادت کے وقت امامؑ کی عمر ۲۸ سال تھی۔ "ابو عیسیٰ" متوکل کے بیٹے نے ان پر نماز پڑھائی ان کی امامت کی مدت پانچ سال آٹھ مہینے اور پانچ دن تھی، جب وہ اس دنیا سے رخصت ہوئے تو ظاہر میں ان کے کوئی فرزند نہیں تھا اسی لئے ان کی میراث ان کے بھائی جعفر اور ان کی ماں جو "ام ولد"[۴۱] تھیں میں تقسیم ہوئی۔

ان کی مادر گرامی کا اسم مبارک "عسفان" تھا جن کا بعد میں امام ہادیؑ نے "حدیث" نام رکھا، امام عسکریؑ کی وفات کے بعد ان کے شیعہ چودہ فرقوں میں بٹ گئے کہ یہاں پر ہم چند فرقوں کا ذکر کرتے ہیں۔

ان میں ایک گروہ کا نظریہ یہ بنا کہ امام حسن عسکریؑ زندہ ہیں اور نظروں سے غائب ہیں اور قائم ہیں ان کا مرنا جائز نہیں ہے کیونکہ ظاہر میں ان کا کوئی فرزند نہیں تھا اور یہ ممکن نہیں کہ زمین امام و حجت خدا سے خالی رہے۔

دوسرے فرقے کا نظریہ یہ تھا کہ امام حسن عسکری اس دنیا سے رحلت کر کے دوبارہ زندہ ہوئے اور وہی مہدی قائمؑ ہیں۔

تیسرے گروہ کا عقیدہ یہ تھا کہ امام حسن عسکریؑ کا ایک بیٹا تھا جس کا نام انہوں نے محمد رکھا اور اپنا جانشین بنایا اور ایسا نہیں ہے کہ امام اس دنیا سے رخصت ہو گئے اور ان کا کوئی جانشین نہیں، یقیناً امام حسن عسکریؑ نے اپنے بیٹے کو جو ان کی وفات سے دو سال پہلے متولد ہوا اپنا جانشین مقرر کیا ہے۔

چوتھے گروہ کا یہ عقیدہ تھا کہ امام حسن عسکریؑ کی وفات کے آٹھ مہینے بعد ان کا فرزند متولد ہوا اور جو لوگ کہتے ہیں کہ امامؑ کی حیات میں ان کا کوئی فرزند تھا وہ جھوٹ کہتے ہیں کیونکہ اگر امام کا کوئی فرزند ہوتا تو اس کو پوشیدہ نہیں رکھا جاتا جب کہ امام اس دنیا سے رحلت کر گئے اور ان کا کوئی فرزند نہیں تھا۔

پانچویں گروہ کا کہنا تھا کہ امام حسن عسکریؑ کا کوئی بیٹا ہی نہیں تھا۔

چھٹے گروہ کا خیال تھا کہ امام حسن عسکریؑ امام تھے اور انہوں نے وفات پائی اور زمین بھی حجت خدا سے خالی نہیں ہے اور ہم اس کے علاوہ کچھ کہہ نہیں سکتے (توقف کرتے ہیں) جب تک مسئلہ حل اور واضح نہ ہو جائے۔

ساتواں گروہ جو کہ شیعہ امامیہ تھے ان کا عقیدہ تھا کہ یہ سب فرقے اور ان کا

عقیدہ بالکل باطل ہے۔ خدا نے زمین پر ہمیشہ اپنی حجت رکھی ہے جو کہ امام حسن عسکریؑ کے فرزند ہیں اور وہ امام کے جانشین ہیں پس ہم امام عسکریؑ کی امامت پر عقیدہ رکھتے ہیں اور یہ اعتراف کرتے ہیں کہ امامؑ اس دنیا سے رحلت کر گئے ان کا جانشین ان کا بیٹا ہے جو کہ انکے بعد امام ہیں وہ ایک دن ظہور فرمائیں گے اور اپنی امامت کو روشن کریں گے کیوں کہ وہ ابھی پردۂ غیب میں ہیں اور خدا نے ان کو اپنی حفاظت میں رکھا ہے (۴۲)۔

آٹھویں فرقے کا کہنا تھا: امام حسن عسکریؑ کے بعد ان کے بیٹے امام ہیں جن کا اسم گرامی (م ح م د) منتظرؑ ہے لیکن وہ بھی اس دنیا سے رخصت ہو گئے اور جلدی ہی دوبارہ زندہ ہوں گے، اپنی شمشیر سے قیام کریں گے اور زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے جب کہ زمین ظلم و ستم سے بھری ہوگی (۴۳)۔

تاریخ کے اس دور کا مطالعہ کرنے سے پتا چلتا ہے کہ مختلف عقیدے وجود میں آئے تھے اور اختلاف و حیرانی نے شیعوں کی فکر کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا، جس کی وجہ سے امام مھدیؑ کی شخصیت کو پہچاننا بہت دشوار ہو گیا تھا لیکن آخر میں شیعوں کا حقیقی عقیدہ جس کے مطابق "امام حسن عسکریؑ کے فرزند جو ان کی شہادت سے پانچ سال قبل متولد ہوئے تھے اور ابھی پردہ غیب میں ہیں ایک دن ظہور فرمائیں گے اور زمین میں الہیٰ حکومت قائم کریں گے ان کے جانشین ہیں" یہ عقیدہ شیعوں کے درمیان ثابت رہا اور اس کی وجہ سے باقی عقیدے جو فقط شک و تردید کی بنیاد پر وجود میں آگئے تھے مٹ گئے۔

غیبت کا دور اور امامؑ کے نائب

گذشتہ ابواب میں منقول روایات سے یہ امر واضح ہوا کہ امام مہدیؑ کے ظہور پر ایمان رکھنا ایک اسلامی عقیدہ ہے. اور مسلمانوں کے درمیان اس پر اتفاق نظر ہے. اسکے علاوہ یہ بات بھی واضح ہوئی کہ اثنا عشری شیعہ حضرت مہدیؑ کو حضرت امام حسن عسکریؑ کا فرزند جانتے ہیں. اور اس بات پر اعتقاد رکھتے ہیں کہ انکے والد نے انکی ولادت کو پوشیدہ رکھا. اور اپنے خاص اصحاب کے علاوہ کسی کو انکی ولادت کے بارے میں مطلع نہ فرمایا. یہ سب اس وجہ سے تھا کہ حکومت کی طرف سے، رعب و وحشت کا ماحول پیدا کیا گیا تھا. مورخین نے ان تاریخی حوادث کو مرحلہ وار اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے.

امام مہدیؑ کے دوران غیبت کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے.

الف :- غیبت صغریٰ۔ امام کی ولادت ۲۵۵ھ میں ہوئی. اور انکے والد گرامی پانچ سال بعد انہیں داغ مفارقت دے گئے. پس انکی غیبت صغریٰ کا زمانہ ۲۶۰ھ سے لے کر ۳۲۸ھ یا ۳۲۹ھ تک تھا. اس دوران عباسی خلفاء معتمد، معتضد، مکتفی باللہ، مقتدر باللہ اور قاہر باللہ نے یکے بعد دیگرے حکومت کی. اس دوران

حضرت امام مہدیؑ کا اپنے چار سفرا کے ذریعہ لوگوں اور شیعوں کے ساتھ رابطہ تھا جن کو "نواب اربعہ" کہا جاتا ہے۔ انکے اسمائے گرامی یوں ہیں:

۱۔ عثمان بن سعید عمری اسدی متوفی ۳۰۴ یا ۳۰۵ھ۔

۲۔ محمد جو کے پہلے نائب عثمان بن سیعد عمری کے فرزند تھے۔

۳۔ حسین بن روح نو بختی متوفی ۳۲۰ھ۔

۴۔ علی بن محمد سمری متوفی ۳۲۸ھ یا ۳۲۹ھ۔

ب:۔ غیبت کبریٰ۔ چوتھے نائب (علی بن محمد سمری) کی وفات کے بعد یعنی ۳۲۸ھ یا ۳۲۹ھ میں یہ دور شروع ہوا۔ اور امام کا لوگوں کے ساتھ ظاہری رابطہ منقطع ہوا اور یہ رابطہ تب تک منقطع رہے گا کہ جب تک وہ ظہور فرماکر زمین پر عدل و انصاف اور حکومت الٰہی کو قائم کریں گے۔ (انشاء اللہ)۔

چار نائبوں کی پہچان کا طریقہ!

غیبت صغریٰ کی اہمیت کو سمجھنے اور یہ کہ عام لوگوں کے لیے اس کا سمجھنا دشوار تھا نیز حضرت مہدیؑ کی شخصیت کو سمجھنے کے لئے غیبت کے مفہوم کو سمجھنا بہت ضروری ہے کیونکہ غیبت ایک ظاہری ساتھ ہی حسّی اور پوشیدہ لیکن منظم و باحفاظت رابطہ ہے اسلئے ان سب مسائل کی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم امامؑ کے ان چار نائبوں کی پہچان کا طریقہ بیان کرتے ہیں۔ کیونکہ ان چاروں سفیروں کی پہچان، امام حسن عسکریؑ کے فرزند امام مہدیؑ کے وجود کو ثابت کرتی ہے۔

اور انکو پہچاننا اس حقیقت کو آشکار کرتا ہے کہ امامؑ کا ان لوگوں کے ساتھ رابطہ تھا اور وہی حضرات امامؑ کے احکام کو اس زمانے کے شیعوں تک پہنچاتے تھے. اور جو مظالم شیعوں پر عباسی حکومت کی طرف سے ہوتے تھے ان سے آگاہ ہوتے تھے.

یہ مرحلہ اہل بیتؑ کے پیروکاروں کے لئے ایک بحرانی مرحلہ تھا کیونکہ اسی مرحلے میں شیعوں کے لئے خوف و وحشت کا ماحول پیدا کیا گیا تھا.

امام حسن عسکریؑ اپنے والد گرامی امام ھادیؑ کے بعد جس منظم تحریک کے وارث تھے، اس میں ان کے وکلاء اور نمایندے عالم اسلام کے کونے کونے میں پھیلے ہوئے تھے. وہ شایستہ اور لایق ترین افراد تھے اور امام حسن عسکریؑ کے اصحاب اور انکے مورد اطمینان افراد تھے انکا کام دنیا میں تبلیغ اور صحیح معارف کو لوگوں تک پہچانا تھا اور وہ اس تحریک کے فکری اور سیاسی افراد شمار کئے جاتے تھے.

ائمہ اطہارؑ اکثر اوقات مخفی تشکیلات کی رہبری کرتے تھے اور ان تشکیلات کی فقہی اور سیاسی نقطہ نظر سے ہدایت کرتے تھے.

امام حسن عسکریؑ نے بھی اسی طریقہ کار کی پیروی کرتے ہوئے ایسی ہی منظم گروہ کی راہنمائی اور انھیں اپنے فرزند حضرت مہدیؑ تک پہچانے کے لئے بہت کوشش کی. اور امام مہدیؑ نے بھی ان ہی منظم گروہوں کو بحال رکھنے کے لئے اور شیعوں کو ستمگر حاکموں کے مقابلے صبر و استقامت اور مظلوموں کی حمایت کے لئے اسی طریقہ کار (۴۴) کو اپنایا جو انکے آباء و اجداد نے اپنایا تھا. جسکا

اصلی عنصر "سرّ و اسرار" پر مبنی تھا۔ انکے وکلاء مخفی طور پر کام کرتے تھے اور دوسروں کو فقہی اور فکری مسائل جو اساس اسلام پر استوار ہوتے تھے آشنا کرتے تھے۔ اسی لئے امامؑ نے اپنے سفراء اور نائبوں کو مخفی طور پر معین کیا تاکہ لوگ انکے ساتھ رابطہ برقرار کر کے ان سے اپنے سوالات کا جواب حاصل کر سکیں۔ تاکہ ظالم حکمراں جو امام مہدیؑ کی جستجو میں تھے اور انکے نور کو خاموش کرنا چاہتے تھے اپنی کوششوں میں ناکام ہو جائیں۔

ہم ان چار نائبوں کو پہچاننے کے سلسلہ میں جو مستند دلائل موجود ہیں بیان کرتے ہیں۔

شیخ صدوقؒ نے فرمایا: امام کے جن سفیروں کی تعریف کی گئی ہے ان میں پہلے ابو عمرو عثمان بن سعید عمری ہیں جن کو امام ہادیؑ اور امام حسن عسکریؑ نے اس منصب پر فائز کیا۔ وہ ایک قابل اطمینان شخص اور قبیلۂ بنی اسد سے تھے انکے "عمری" میں مشہور ہونے کی وجہ ابو نصر ھبۃ اللّٰہ بن محمد بن حامد بن کاتب، ابو جعفر عمریؒ کے نواسے نے نقل کی ہے: چونکہ وہ بنی اسد قبیلے سے تعلق رکھتے تھے اپنے دادا کی جانب نسبت دی گئی اور "اسدی" کہا گیا۔ شیعوں کا ایک گروہ اس بات کا قائل ہے کہ امام حسن عسکریؑ نے ایک روایت میں فرمایا: ابو عمر اور عثمان ایک آدمی میں جمع نہیں ہونا چاہئے۔ لہذا امامؑ نے حکم دیا کہ اسکی کنیت کو حذف کیا جائے اور "عمری" نام رکھا انھیں "عسکری" بھی کہتے تھے۔ کیونکہ وہ سامرا میں ایک سپاہی تھا اور اردوگاہ میں رہتے تھے۔ عثمان بن سعید کو "سمان" بھی کہتے

تھے کیونکہ وہ حاکموں سے بچنے کے لئے. تیل اور گھی کا کاروبار کرتے تھے. اور جب شیعہ امام کے لئے شرعی رقموں (مال امام) بھیجتے تھے تو وہ ان رقموں کو تیل کے مٹکے میں چھپاتے تھے اور تقیہ کے ساتھ امام عسکریؑ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے (۴۵).

شیخ صدوقؒ نے احمد بن اسحاق بن سعد قمی سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ایک دن میں حضرت امام ہادیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا. اور عرض کیا: اے میرے مولا! میں کبھی حاضر خدمت ہوتا ہوں اور کبھی آپؑ کی خدمت میں نہیں آسکتا! لہذا مجھے کس کی بات ماننی چاھیئے؟ اور کس کا حکم بجالانا چاہیئے؟

امام ہادیؑ نے فرمایا:

" هذا ابو عمرو الثقة الامين. ما قاله لكم فعني يقوله و ما اداه اليكم فعني يو ديه "

(یہ ابو عمرو امانتدار اور لائق اطمینان ہیں جو کچھ بھی کہیں گے میری طرف کہیں گے نقل کرا ہے اور جو بھی آپ تک لائیں گے وہ ہمارا دستور ہے.)

جب امام ہادیؑ نے رحلت کی، امام حسن عسکریؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انکی خدمت میں بھی وہی بات عرض کی جو انکے والد گرامی کی خدمت میں عرض کی تھی. انھوں نے جواب میں فرمایا:

" هذا ابو عمرو الثقة الامين. ثقة الماضي و ثقتي في الحياة و الممات، فما قاله لكم فعني يقوله و ما ادى اليكم فعني يو ديه " (۴۶).

یہ ابو عمرو امانتدار اور مورد اطمینان ہیں. مجھ سے پہلے کے امام کے مورد

اطمینان اور میرے مورد اطمینان میرے حال حیات اور میرے مرنے کے بعد بھی مورد اطمینان ہیں. پس جو کچھ بھی آپ سے کہیں ہم نے نقل کیا ہے. اور جو کچھ آپ تک پہنچائیں وہ ہمارا حکم اور دستور ہے.

ان احادیث سے واضح ہوا کہ عثمان بن سعید عمری اسدی امام ہادیؑ اور امام حسن عسکریؑ کے مورد اطمینان تھے. اور عثمان بن سعید ہی تھے جو غیبت صغریٰ میں حضرت مہدیؑ اور لوگوں کے درمیان رابطہ ہے.

اس شخص پر اطمینان کرنے سے شک و تردید کی وہ فضا جو کچھ شکاکوں نے حضرت مہدیؑ کے وجود اور انکے سفراء جیسے عثمان بن سعید اور ان کے بیٹے کے بارے میں پیدا کی تھی مٹ گئی.

شیخ صدوقؒ نے عثمان بن سعید اور انکے بیٹے محمد بن عثمان کا حضرت مہدیؑ سے لگاؤ اور امامؑ کے ان پر اطمینان کے بارے میں لکھا ہے:

حضرت مہدیؑ کے خطوط عثمان بن سعید اور انکے فرزند محمد بن عثمان کے ذریعے شیعوں اور انکے خاص اصحاب تک پہنچتے تھے جن میں خاص احکام اور سوالات کے جوابات لکھے جاتے تھے (۴۷).

علامہ مجلسیؒ نے احمد بن اسحاق سے یوں نقل کیا: میں نے امام ہادیؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ کس کی بات کو مانوں اور کس سے حکم حاصل کروں ؟ امام نے جواب میں فرمایا:

" العمری ثقتی، فما ادی الیک فعنی یؤدی و ما قال لک، فعنی یقول فاسمع له و

اطع فانہ الثقۃ المامون"۔

عمری مورد اطمینان آدمی ہے جو کچھ بھی تمہارے لئے لائے گا ہماری طرف سے لائے گا۔ اور جو کچھ بھی تمہیں کہے گا ہماری طرف سے کہے گا پس اس کی بات سنو اور اسکی اطاعت کرو وہ میرا مورد اعتماد اور امین ہے۔

علامہ مجلسیؒ آگے لکھتے ہیں: ابو علی یعنی احمد بن اسحاق نے امام حسن عسکریؑ سے وہی سوال پوچھا تو امامؑ نے انکے جواب میں کہا:

"العمری و ابنہ ثقتان فما ادیا الیک فعنی یؤدیان و ما قالا لک فعنی یقولان فاسمع لھما و اطعھما فانھما الثقتان المامونان"(۴۸)۔

عمری اور اسکا بیٹا مورد اعتماد ہیں پس جو کچھ بھی وہ لائیں گے ہماری طرف سے لائے ہیں اور جو کچھ کہیں گے ہماری طرف سے کہہ رہے ہیں پس انکی بات مان لو اور انکی اطاعت کرو کیونکہ وہ دونوں میرے مورد اطمینان اور امین ہیں۔

شیخ صدوقؒ اپنی کتاب "الغیبۃ" میں عبداللہ بن جعفر حمیری سے نقل کرتے ہیں: جب ابو عمروؒ رحلت کر گئے تو ہمارے پاس خط آیا اور یہ خط ابو جعفر جو ابو عمرو کے فرزند اور انکے جانشین تھے لے کر آئے۔ اسکا قلم وہی قلم تھا جس سے پہلے خطوط لکھے جاتے تھے (یعنی حضرت مہدیؑ کے قلم سے)۔

علامہ مجلسیؒ کچھ واسطوں کے ساتھ محمد بن ابراہیم بن مہزیار اہوازی سے نقل کرتے ہیں کہ ابو عمرو کی وفات کے بعد حضرت مہدیؑ کی طرف سے میرے لئے ایک خط آیا جس میں یوں لکھا گیا تھا۔

" والابن. وقاه الله. لم یزل ثقتنا فی حیاۃ الاب رضی الله عنه و ارضاه و نضر وجهه یجری عندنا مجراه و یسد مسده و عن امرنا یامر الابن و به یعمل. تولاه الله فانته الی قوله وعرف معاملتنا ذلک".

اور بیٹا کہ خدا اسے سلامت رکھے۔ اپنے باپ کہ خدا اس سے راضی رہے کے دوران ہمیشہ ہمارا مورد اعتماد تھا وہ ہمارے پاس باپ کی طرح (مورد اعتماد) ہے۔ ہمارے اوامر کے مطابق فرمان دیتا ہے اور عمل کرتا ہے۔ خدا اسے اپنے سائے میں رکھے.... یہاں تک کہ فرمایا: وہ ہمارے نظریہ سے آگاہ ہے۔

اسحاق بن یعقوب سے منقول ہے کہ انھوں نے فرمایا: میں نے محمد بن عثمان سے چاہا کہ کچھ مسائل کے جواب مجھے خط کے ذریعہ بھیجے اسکے بعد امام مہدیؑ کے ہاتھ سے ایک خط میں نے دریافت کیا جس کی عبارت یوں تھی:

" و اما محمد بن عثمان العمری رضی الله عنه و عن ابیه من قبل فانه ثقتی و کتابه کتابی"[۳۹].

اور محمد بن عثمان کہ خدا اسے اور اسکے باپ سے راضی رہے، میرا مورد اعتماد ہے اور اسکی تحریر میری تحریر ہے۔

شیخ طوسیؒ نے اپنی کتاب "الغیبہ" میں ابو علی محمد بن ہمام سے نقل کیا ہے کہ ابو جعفر محمد بن عثمان عمریؒ اپنی موت سے پہلے ہمیں ایک جگہ لے گئے، وہاں شیعوں کی بزرگ شخصیتیں موجود تھیں۔ اسکے بعد فرمایا: میرے مرنے کے بعد "ابو القاسم حسین بن روح نوبختی" میرے جانشین ہوں گے مجھے حکم دیا گیا ہے

کہ میں انھیں اپنا جانشین بناؤں. پس انکی جانب رجوع کیجئے اور ان پر اعتماد کیجئے (۵۰).

انھوں نے پھر نقل کیا ہے:

حضرت مہدیؑ کے وکیل عثمان بن سعید تھے اور انکی وفات کے بعد ابو جعفر محمد بن عثمان انکے جانشین تھے. انھوں نے اپنے بعد حسین بن روح نو بختی کو اپنا جانشین مقرر کیا. حسین بن روح نے علی بن محمد سمری کو اپنی جانشینی پر فائز کیا اور جب علی بن محمد سمری کی وفات کا وقت آپہنچا تو ان سے پوچھا گیا کہ آپکے جانشین اور وصی کون ہیں؟ انھوں نے جواب میں فرمایا "خدا اصلاح کرے گا". اس طرح ان کی وفات کے بعد غیبت کبریٰ کا دور شروع ہوا (۵۱).

مرحوم طبرسیؒ اپنی کتاب "احتجاج" میں یوں رقمطراز ہیں:

... زمان غیبت میں مورد اطمینان سفراء ابو عمر، عثمان بن سعید عمری، ایک مورد اطمینان فرد تھے. پہلے امام ہادیؑ نے انہیں اپنا نمائندہ بنایا اسکے بعد امام حسن عسکریؑ نے انہیں اپنا نمایندہ بنایا، وہ امامؑ کے کاموں کو انجام دیتے تھے. اور امام حسن عسکریؑ کے بعد انہوں امام عصرؑ کے کاموں کی نیابت سنبھالی اور انکے ذریعے ہی شیعوں تک امام کے خطوط پہنچتے تھے.

انکی وفات کے بعد انکے بیٹے ابو جعفر محمد بن عثمان ان کے جانشین مقرر ہوئے اور ان کے تمام کاموں کی نیابت سنبھال لی. جب وہ اس دنیا سے چلے گئے تو حسین بن روح نو بختی انکے جانشین مقرر ہوئے اور انکی وفات کے بعد علی بن

محمد سمری انکی جگہ پر فائز ہوئے۔ ان چار آدمیوں میں سے کوئی بھی اس عہدہ پر فائز نہ ہوا۔ مگر یہ کہ حضرت مہدیؑ نے انھیں اس منصب پر مامور کیا اور پہلے سفیر نے بعد والے سفیر کو امامؑ کا واضح حکم سنایا (۵۴)۔

محمد بن یحیی، عن احمد بن محمد، و علی بن ابراھیم، عن ابیہ، جمیعاً عن ابن محبوب، عن عبداللہ بن سنان قال، قال لی ابو عبداللہ علیہ السلام:

"ان من اجلال اللہ عزوجل اجلال الشیخ الکبیر"

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"بوڑھے اور بزرگوں کا احترام کرنا، خدا کا احترام کرنا ہے۔

اصول کافی، کتاب العشرۃ باب وجوب اجلال ذی الشیبۃ المسلم،

حدیث نمبر ۱

امام مہدیؑ کی نیابت کے مدعی

جو بھی حضرت علیؑ کے عہد سے امام مہدیؑ کے دور کا تاریخی مطالعہ کرے اور منحرف افراد کے ذریعہ پیدا کردہ مختلف فکری اور نظریاتی افکار کا جایزہ لے اور مکتب اہل بیتؑ میں تحریف کرنے والی ان کوششوں کا جائزہ لے اور ان میں غور و تامل سے کام لے تو اسے پتا چلے گا کہ تاریخ کے مختلف ادوار میں ایسی حرکتیں وجود میں آچکی تھی جن کا مقصد یہ تھا کہ مکتب اہل بیتؑ کو اس کی اصلی راہ سے منحرف کر کے پست اور گمراہ کن خیالات کو اس مکتب میں داخل کر دیں.

اسکے علاوہ قاری کو اس چیز کا بھی اندازہ ہوگا کہ ائمہ اطہارؑ نے ان حرکتوں اور ان کے محرکین سے ساتھ کیسے جنگ کی ہے اور انکی کوششوں کو ناکام بناکر اپنے مکتب کی فکری، فقہی اور عقیدتی اساس کو ہر طرح کی تحریف سے دور رکھا ہے.

ان گمراہ کن حرکتوں اور ان سے تعلق رکھنے والے گروہوں کی تعداد اتنی زیادہ ہو چکی تھی کہ بعض مصنفین نے ان کے بارے میں مستقل کتابیں لکھیں اور انکو اس بنیاد پر کہ وہ اہل بیتؑ کے پیرو ہونے کے مدعی تھے انہیں شیعوں کے فرقوں میں سے جانا ہے. یہاں تک کہ جب "نوبختی" نے اپنی کتاب "فرق

الشیعہ" کو تصنیف کیا اس میں اس نے ان گمراہ فرقوں کو بھی جن پر اہل بیتؑ نے نفرین اور لعنت بھیجی تھی اور اپنے سے دور کیا تھا شیعہ کے فرقوں کے زمرے میں قرار دے دیا۔

لیکن یہ اقدام بالکل نادرست اور غلط ہے بلکہ اسکی اصلاح ہونی چاہیے. کیونکہ ایسے گروہ اہل بیتؑ سے بالکل دور ہیں اور انکے حقیقی پیروؤں سے بھی انکا کوئی ربط نہیں ہے. بلکہ انکے بارے میں یہ کہنا چاہیے کہ. وہ اس توحیدی عقیدہ اور قرآنی بنیادوں سے جن پر اہل بیتؑ کی زندگی استوار تھی بہت دور ہیں.

اس بنا پر تشیع فکر اور شریعت کے لحاظ سے فقط قرآن اور سنت پیغمبر اکرمؐ پر استوار ہے. اور اپنے سیاسی معنی میں تشیع اہل بیتؑ کی ولایت اور امامت کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے.

غیبت صغریٰ جسکی کل مدت کوئی ستر (۷۰) سال تھی اور اس دور میں امامؑ کی طرف سے چار سفیر مقرر کئے گئے تھے اور انکا امام کے ساتھ محکم رابطہ تھا. اور وہ شیعوں تک آنحضرتؑ کے دستورات اور فرامین پہنچاتے تھے. اس دور میں کچھ کذاب اور مدعی افراد بھی ظاہر ہوئے جن کا انجام کفر اور "غلو" [۵۳] اور تمام محرمات (حرام کاموں) سے آزادی پر تمام ہوا.

وہ حضرت مہدیؑ کے ساتھ رابطے کے مدعی تھے. لیکن حضرت مہدیؑ نے ان پر لعنت بھیجی اور ان سے بیزاری اختیار کی اور یہ پیغام اپنے حقیقی سفرا کے ذریعے لوگوں تک پہنچایا لہذا انہوں نے بھی ان افراد سے دوری اور بیزاری اختیار کی.

سیرت نگاروں اور تاریخ نویسوں نے ان منحرف اور کج فہم افراد کو پہچنوایا ہے اور حضرت مہدیؑ اور انکے اصحاب اور پیروؤں کے خیالات ان افراد کے بارے میں بیان کیے ہیں۔

مرحوم شیخ طوسیؒ نے اپنی کتاب "الغیبۃ" میں ابی علی بن ہمام سے نقل کیا کہ انہوں نے فرمایا: شریعی، جسکی کنیت ابو محمد ہے۔ ہارون کے بقول: اسکا نام حسن تھا اور وہ امام ہادیؑ اور انکے بعد امام حسن عسکریؑ کے اصحاب میں شمار کیا جاتا تھا وہ پہلا آدمی تھا جس نے جانشینی کا ادعا (۵۴) کیا ہے جب کہ خدا نے اسے یہ مقام عطا نہیں کیا تھا اور وہ اس مقام کے لائق بھی نہ تھا اسنے خدا اور حجت خدا پر بھی جھوٹ باندھا۔ اور انکی طرف وہ نسبت دی جس سے خدا اور اسکی حجت مبریٰ ہیں۔ اسی لئے شیعوں نے اس پر لعنت بھیجی اور حضرت مہدیؑ نے بھی لعنت اور بیزاری کا خط لکھا ہے۔

ہارون نے کہا: اسکے بعد اس نے کفر آمیز اور الحادی باتیں کہیں۔ ہارون نے کہا: ان سب دعویداروں نے پہلے امامؑ پر جھوٹ باندھا اپنے آپ کو امامؑ کا وکیل جتلایا۔ اپنی زبان سے ضعیف العقیدہ آدمیوں کو اپنی طرف مائل کیا اور انکے بعد اپنے پاؤں کو اور پھیلا کر "انا الحق" کا ڈھنڈورا پیٹا۔ ابو جعفر شلمغانی نے بھی ایسا کیا۔ خدا ان پر لعنت بھیجے۔

ایک مدعی محمد بن نصیر نمیری بھی تھا جو کہ امام حسن عسکریؑ کا صحابی تھا لیکن منحرف ہو کر غلط عقیدہ اپنایا اور شریعی کے بعد "باب بننے" کا مدعی ہوا لہذا

اس پر لعنت بھیجی گئی اور اہل بیتؑ اور انکے شیعوں نے اس سے دوری اختیار کی.

حسین بن منصور حلاج بھی امام کی نیابت کے مدعیوں میں سے تھا اور اس نے حضرت مہدیؑ کے وکیل ہونے کا ادعا کیا تھا.

علی بن محمد شلمغانی بھی ان میں ایک تھا اور حضرت مہدیؑ نے اس پر لعنت بھیج کر اس سے دوری اختیار کی. حضرت مہدیؑ نے اپنے سفیر حسین بن روح نوبختی کو ذی الحجہ ۳۱۲ھ میں ایک خط تحریر فرمایا اور اس میں شلمغانی کے انحراف کو بیان کیا تھا. اس خط میں یوں لکھا تھا.

"عرف اطال اللہ بقائک و عرفک الخیر کلہ و ختم بہ عملک، من تثق بدینہ و تسکن الی نیتہ من اخواننا. اسعدکم اللہ. بان محمد ابن علی المعروف بالشلمغانی، قدارتدعن الاسلام و فارقہ، و الحدفی دین اللہ، و ادعی ما کفر معہ بالخالق جل و تعالی، و افتری کذباً و زوراً و قال بھتاناً و اثماً عظیماً. کذب العادلون باللہ و ضلوا ضلالاً بعیداً، و خسروا خسراناً مبیناً، و اننا قدبرئنا الی اللہ تعالی و الی رسولہ و آلہ صلوات اللہ و سلامہ و رحمتہ و برکاتہ علیھم منہ، و لعناہ، علیہ لعائن اللہ فی الظاھر منا و الباطن، فی السر و الجھر، و فی کل وقت، و علی کل حال و علی من شایعہ و بایعہ، بلغہ ھذا القول منا، و اقام علی تولیہ بعدہ، و اعلمھم اننا فی التوقی و المحاذرۃ منہ علی ما کنا علیہ ممن تقدمہ من نظرائہ، من الشریعی و النمیری و الھلالی و البلالی و غیرھم، و عادۃ اللہ جل ثناؤہ، مع ذلک قبلہ و بعدہ عندنا جمیلۃ و بہ نثق، و ایاہ نستعین، و ھو حسبنا فی کل امورنا و نعم الوکیل"(۵۵).

خداوند تمہاری عمر طولانی کرے اور تمہیں تمام اعمال خیر پہچنوائے اور

تمہاری عاقبت بخیر کرے۔ جان لو! جو بھی ہمارے بھائیوں میں خدا پر اطمینان رکھے گا اسے آرام و سکون حاصل ہوگا خدا تمہیں خوشبخت بنائے۔

جان لو! محمد بن علی المعروف شلمغانی اسلام سے پلٹ گیا ہے اور خدا کے دین سے ملحد ہو گیا ہے اس نے اس چیز کا ادعا کیا ہے جو کفر ہے اور اسکے ذریعے خدا پر جھوٹ باندھا ہے خدا پر تہمت لگائی ہے اور عظیم گناہ کا مرتکب ہوا ہے۔ بے شک جنھوں نے خدا سے عدول کیا ہے انہوں نے جھوٹ کہا ہے وہ گمراہی میں مبتلا ہوئے ہیں اور خسران میں گرفتار ہوئے ہیں۔

ہم اس سے خدا اور رسولؐ اور اسکی آلؑ (کہ ان پر خدا کے درود و سلام ہوں) کے سامنے بری ہیں۔ اور اس پر لعنت بھیجتے ہیں اس پر خدا کی لعنت ہو۔ ظاہر میں، باطن میں، ہر وقت، ہر حال میں اور ان پر بھی لعنت ہو جنھوں نے اسکی بیعت کی اور اسکی پیروی کرتے ہیں۔ جو لوگ ہمارے اس بات کے بعد بھی اسکی دوستی اور ولایت پر برقرار رہیں گے۔

ہمارے پیروؤں اور شیعوں سے کہدو کہ ہم اس (شلمغانی) سے ایسے ہی بیزار ہیں جیسے کہ ہم اس سے پہلے اس کے مانند افراد شریعی، نمیری، ہلالی اور بلالی سے بیزار تھے۔ خدا عزوجل کی عادت (اور طریقہ) ہمارے نزدیک ہمیشہ جمیل رہا ہے۔ ہم اس پر اعتماد کرتے ہیں اور اسی سے مدد کے طالب ہیں۔ وہی سب کاموں میں ہمارا معاون ہے اور وہ ہمارا بہترین وکیل ہے

ابن اثیر نے شلمغانی کے منحرف اور گمراہ کن عقیدے اور نظریات کے

بارے میں لکھا ہے۔ سب سے پہلے جس نے اس منحرف شخصیت کو آشکار کیا امام کے تیسرے سفیر حسین بن روح تھے۔

ابن اثیر سے نقل ہے کہ اس سال ابو جعفر محمد بن علی شلمغانی جو "ابن ابی القراقر" کے نام سے مشہور تھا مارا گیا۔ شلمغان واسط کے نواحی علاقے کے ایک گاؤں کا نام ہے۔ وہ وہاں رہتا تھا۔ اسکے مارے جانے کی وجہ یہ تھی کہ مذہب شیعہ میں اس نے ایک خاص مکتب ایجاد کیا جو کہ تناسخ کے بارے میں عجیب و غریب نظریات رکھتا تھا لیکن حسین بن روح نوبختی نے جو شیعہ عقیدہ کے مطابق حضرت مہدیؑ کے سفیر تھے اسکی حقیقت کا پردہ اٹھایا اور اسے بر ملا کیا (۵۶)۔

شلمغانی اسی سال حکومت کی طرف سے پکڑ بلایا گیا لیکن وہ بھاگ کر "موصل" میں مخفی ہوا۔ اسکے بعد بغداد کی طرف بھاگ گیا اور چھپ گیا۔ ۳۲۲ھ میں عباسی وزیر "ابن مقلہ" نے اسے گرفتار کر کے قید کیا اور اسکے گھر پر چھاپہ مار کر وہ کتابیں اور کاغذات حاصل کئے جو اسکے منحرف ہونے پر دلیل تھے۔ ذی القعدہ ۳۲۲ھ میں شلمغانی پھانسی پر لٹکایا گیا اور اسکے بعد آگ میں جلایا گیا (۵۷)۔

یہ تاریخ کا وہ دور تھا کہ جب ایک طرف اس پاک اور اصیل مکتب (تشیع) کی رہبری کو ائمہؑ اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے تھے۔ اور دوسری جانب انہوں نے منحرف اور گمراہ افراد کے خلاف ایک محاذ کھول رکھا تھا۔

" بل نقذف بالحق علی الباطل فیدمغه فاذا هو زاهق " (انبیاء/۱۸)۔ بلکہ ہم ہمیشہ حق کو باطل پر کامیاب کرتے ہیں۔ تاکہ حق، باطل کو مٹا کر نابود کردے۔

حضرتؑ کے ظہور کی علامتیں

تاریخ کے کسی بھی بڑے واقعہ کے رونما ہونے کے لئے کچھ مقدمات اور علامتیں ہوتی ہیں جو اس واقعہ کی حکایت کرتی ہیں کیونکہ مستقبل ایک ایسی حقیقت ہے جو زمان حال میں پروان چڑھتی ہے۔ اگر چہ کچھ تاریخی واقعات ناگہانی وقوع پذیر ہوتے ہیں لیکن انکے اسباب و علل ماضی سے منسلک ہوتے ہیں۔ اور آہستہ آہستہ ایک بڑے حادثے کی شکل میں وجود پاتے ہیں۔ اور ناگہانی طور چھوٹے چھوٹے واقعات ایک عظیم حادثے کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔

حضرت مہدیؑ کا ظہور، تاریخ کے عظیم واقعات میں سے ایک ہے لہذا رسول اکرمؐ نے ان کی آمد کی خبر جس کی اطلاع انھیں خدا نے غیب سے دی تھی، اپنی امت تک پہنچائی۔

اس طرح رسول دو عالمؐ نے اپنی امت کو آگاہ کر کے انھیں یہ حکم دیا کہ اس عظیم مصلح پر ایمان لے آئیں اور اسکے ظہور کے وقت اسکی پیروی کریں وہ مصلح کتاب خدا اور سنت پیغمبرؐ پر عمل کرے گا اور عالم انسانیت کی کشتی کو ہدایت و نجات کے ساحل تک لے جائے گا۔ اور جاہلیت کے بتوں ان کے اقدار اور جاہلی

تمدن کو صفحۂ ہستی سے مٹادے گا۔

"غیبت" کی فکر کو ذہن میں لانے کے لئے اور لوگوں کو اسے قبول کرنے پر آمادہ کرنے کے لئے پیغمبر اکرمؐ نے ظہور کی علامتوں کو بیان کیا ہے اور باقی ائمہ اطہارؑ نے اسکی وضاحت کر کے اپنے شیعوں کو اس جانب متوجہ کیا ہے۔

یہاں اسکا ذکر کرنا لازم ہے کہ جو کچھ بھی حدیثی اور روائی کتب میں حضرت مہدیؑ کے بارے میں منقول ہے وہ اشکال سے خالی نہیں ہے کیونکہ ان روایات میں تصرف اور دخل اندازی کر کے بہت سارے جھوٹ اور افسانے حقایق کے ساتھ ملا دیئے گئے ہیں۔

اس لئے مناسب ہے کہ ان روایات میں تحقیق کر کے انہیں نتھارا جائے تا کہ حقیقت واضح اور روشن ہو جائے۔ (البتہ جیسا کہ پیغمبر اکرمؐ اور باقی ائمہ اطہارؑ نے روشنی ڈالی ہے) پیغمبر اکرمؐ کی روایات میں دو قسم کی علامتوں کا اشارہ ملتا ہے۔ جو کہ طبیعی و قدرتی علامتیں اور سماجی علامتیں ہیں۔

طبیعی علامتوں میں انسانی تمدن کے زوال کو ظہور کی علامتوں میں شمار کیا گیا ہے۔ جیسے "جاہلیت کا تمدن" رسول اکرمؐ کے مبعوث ہونے کے ساتھ ساتھ زوال پذیر ہوا۔

پس جب انسانیت جاہلیت کے دلدل میں پھنس جائے، فاسد اور غلط عقائد و نظریات، جاہلی آداب و رسوم اس پر حاوی ہوں اور خوف و دہشت کا ماحول ہر طرف پھیل جائے، ظلم و ستم کا ہر طرف بول بالا ہو۔ انسانیت ایک ایسے مصلح کی

ضرورت کو محسوس کرے گی جو تاریخ کے اس دور کو تبدیل کر کے انبیاءؑ کی دعوت توحید کی طرف لوگوں کی ہدایت کرے۔

ظہور کی دوسری علامت جیسا کہ روایات میں اسکی طرف اشارہ کیا گیا ہے یہ ہے کہ انسانیت علمی نقطۂ نظر سے اور عقلی و صنعتی میدان میں ترقی یافتہ ہو گی

ایک اور علامت یہ ہے کہ ایسی سیاسی فوجی اور سماجی حرکتیں وجود میں آئیں گی جو حضرت کے ظہور کے لئے زمین ہموار کریں گی۔

ہم سماجی علامتوں کی جانب خلاصہ کے طور پر اشارہ کرتے ہیں۔

۱۔ ظلم و ستم کا پھیلاؤ۔

۲۔ جاہلیت کے عقائد و اخلاق کا عام ہونا اور جاہلی آداب و رسوم کا زندگی کے ہر شعبے پر حاوی ہونا۔

۳۔ علم کی ترقی جس سے خوف وہراس ہو۔

۴۔ جنگ و فساد کا جنم اور امن و اطمینان کے ماحول کا اختتام

۵۔ جھوٹے مصلحین اور دجالوں کا وجود میں آنا جو سماج کی اصلاح کرنے کے مدعی ہوں۔

۶۔ مہنگائی اور سماج کی خراب اقتصادی حالت۔

۷۔ اصلاح پسند تحریکوں کا وجود میں آنا۔ اور ان لوگوں کی طرف سے دعوت اور مدد کی درخواست جو جاہلیت اور کینہ توزی کو ختم کرنے کے لئے مہیا ہوتے ہوں اور حضرتؑ کے ظہور کے لیے زمینہ فراہم کر رہے ہوں۔

اب ہم یہاں کچھ روایات کو جن میں ظہور کی ان مذکورہ علامتوں کی جانب اشارہ کیا گیا ہے پیش کریں گے۔

مرحوم شیخ صدوق نے کتاب "من لایحضرہ الفقیہ" میں اصبغ بن نباتہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت امیرالمؤمنینؑ نے فرمایا:

"یظهر فی آخر الزمان و اقتراب الساعة، و هو شر الازمنة، نسوة کاشفات عاریات متبرجات خارجات من الدین، داخلات فی الفتن، مائلات الی الشهوات، مسرعات الی اللذات، مستحلات للمحرمات، فی جهنم خالدات"(۵۸)۔

آخری زمانہ میں جو قیامت کے نزدیک ہوگا اور وہ سب سے برا زمانہ ہے، ننگی اور برہنہ عورتیں جنھوں نے اپنے آپ کو سنوارا ہوگا ظاہر ہوا کریں گی، وہ دین سے باہر (خارج) ہیں، فتنوں میں داخل ہیں، شہوتوں کی جانب مائل ہیں اور لذات کی طرف دوڑتی ہیں وہ گناہوں اور حرام کاموں کو حلال شمار کرتی ہیں انکا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ ہمیشہ وہاں رہیں گی۔

علامہ مجلسیؒ نے بحار الانوار میں ثواب الاعمال سے امام صادقؑ کی روایت یوں نقل کی ہے:

" قال رسول الله: سیاتی علی امتی زمان تخبث فیه سرائرهم، و تحسن فیه علانیتهم، طمعاً فی الدنیا، لایریدون به ما عندالله عز و جل، یکون امرهم ریاء، لایخالطه خوف، یعمهم الله منه بعقاب، فیدعونه دعاء الغریق فلایستجاب لهم"(۵۹)۔

پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا:

جلدی ہی میری امت پر ایسا زمانہ آئے گا کہ خبائث انکے باطن کا احاطہ کئے ہوں گے اگر چہ انکا ظاہر پاک دکھائی دے گا کیونکہ وہ دنیا کے کاموں میں حرص و طمع رکھتے ہیں اور جو کچھ خدا کے پاس ہے اسے نہیں چاہتے. ان کے کاموں میں ریا اور خود بینی ہے. اور خدا کے خوف کے ساتھ نہیں ہے. خدا بھی ان پر عذاب بھیجے گا. وہ ان انسانوں کے مانند ہیں جو ڈوبتے وقت دعا کرتے ہوں لیکن ان کی دعا قبول اور مستجاب نہیں ہوتی.

آگے نقل کرتے ہیں کہ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا:

”سیاتی زمان علی امتی لا یبقی من القران الا رسمه، و لا من الاسلام الا اسمه یسمّو ن به و هم ابعد الناس منه، مساجدهم عامرة، و هی خراب من الهدیٰ، فقهاء ذلک الزمان شر فقهاء تحت ظل السماء منهم، خرجت الفتنة و الیهم تعود“[۲۰]

جلدی ہی میری امت پر ایسا زمانہ آئے گا جس میں قرآن سے اسکی ظاہری صورت کے سوا کچھ باقی نہیں رہے گا اور اسلام سے اس کے نام کے علاوہ کچھ باقی نہیں بچے گا وہ اسلام کے نام پر ایسے نام رکھیں گے جبکہ وہ اسلام سے بہت دور ہوں گے. انکی مساجد بناوٹ کے لحاظ سے باشکوہ لیکن ہدایت اور معنویت کے لحاظ سے انکی حالت خراب ہوگی. اس زمانے کے فقہاء آسمان کے نیچے سب سے برے فقہاء ہوں گے. ان ہی کے ذریعے فتنے پیدا ہوں گے اور ان ہی کی طرف پلٹیں گے.

حضرت امام باقرؑ سے مروی ہے:

" لایخرج المهدی حتیٰ یرقی الظلمة" (۹۱).

حضرت مہدیؑ تب تک ظہور نہیں فرمائیں گے جب تک ظلم و ستم پوری زمین پر نہ چھا جائے.

حضرت علیؑ نے پیغمبر اکرمؐ سے نقل فرمایا:

" ان الاسلام بدا غریباً، و سیعود غریباً فطوبی للغرباء، فقیل و من هم یا رسول الله، قال الذین یصلحون اذا افسد الناس، انه لا وحشة، و لا غربة علی مؤمن و مامن مؤمن یموت فی غربة الابکت الملائکة رحمة له، حیث قلت بواکیه، و الا فسح له فی قبره بنور یتلالا من حیث دفن الی مسقط راسه" (۹۲).

اسلام ابتداء سے ہی غریب (مظلوم) تھا اور جلدی ہی دوبارہ غریب (مظلوم) بنے گا پس بشارت ہو غریبوں پر. عرض کیا گیا: یا رسول اللہؐ؛ غریب کون لوگ ہیں؟ آنحضرتؐ نے فرمایا: وہ افراد کہ جب لوگ فاسد ہوں گے، وہ اصلاح کریں گے. ہاں البتہ مؤمن کے لئے واقعی وحشت اور غربت ہے ہی نہیں. کوئی مؤمن اگر غربت میں مرجائے اور اس پر رونے والے نہ ہوں تو، ملائکہ اپنی محبت کی وجہ سے اس پر روتے ہیں. اور دوسری صورت میں اسکی قبر سے لے کر اسکی جائے ولادت تک نور پھیل جائے گا.

ابن ماجہ نے اپنی "سنن" جلد دوم ابواب الفتن کے حصے میں "فتنہ دجال" کے حصہ میں ابی امامہ باہلی سے یوں نقل کیا ہے کہ رسول اکرمؐ نے ہمارے لئے ایک خطبہ پڑھا جس کا موضوع "دجال" تھا آنحضرتؐ نے ہمیں

دجال سے بچنے کا حکم دیا اور فرمایا:

"انہ لم تکن فتنۃ فی الارض منذ ذرا اللہ ذریۃ آدم، اعظم من فتنۃ الدجال، ان اللہ لم یبعث نبیا الا حذر امتہ الدجال، و انا آخر الانبیاء و انتم آخر الامم، و ھو خارج فیکم لا محالۃ"(۶۳)

جب سے خدا نے آدمؑ کی نسل کو خلق کیا کوئی بھی فتنہ، دجال کے فتنے سے بڑا زمین پر واقع نہیں ہوا. اور خدا نے کسی بھی نبی کو مبعوث نہ کیا مگر یہ کہ اسکی امت کو دجال کے فتنے سے روکا ہو. میں آخری پیغمبر ہوں اور تم آخری امت ہو، ناچار دجال تمہاری ہی امت میں سے ظاہر ہوگا.

مرحوم کلینیؒ نے "روضۃ الکافی" میں امام صادقؑ سے حدیث نقل کی ہے جس میں انسان کی علمی اور صنعتی ترقی کے بارے میں گفتگو فرمائی ہے. وہ حدیث یوں ہے:

"ان قائمنا اذا قام، مد اللہ عز و جل لشیعتنا فی اسماعھم و ابصارھم حتی لا یکون بینھم و بین القائم برید یکلمھم فیسمعون و ینظرون الیہ و ھو فی مکانہ"(۶۴)

جب ہم (اہلبیتؑ) کا قائمؑ قیام کرے گا تو خداوند عالم ہمارے شیعوں کی آنکھوں اور انکے کانوں کی قوت کو زیادہ کر دے گا. یہاں تک کہ انکے اور حضرت قائم کے درمیان کوئی قاصد اور رابطہ نہیں ہوگا پس وہ حضرتؑ کے کلام کو سن سکیں گے اور حضرتؑ کو دیکھ سکیں گے جبکہ حضرتؑ اپنی جگہ پر ہی ہوں گے

امام صادقؑ سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

"ان المؤمن فی زمان القائم و هو بالمشرق لیری اخاه الذی فی المغرب، و كذا الذی فی المغرب یری اخاه الذی بالمشرق"[۶۵].

حضرت قائمؑ کے زمانے میں ایک مؤمن جو مشرق میں ہے اپنے دوسرے مؤمن بھائی کو جو مغرب میں ہے دیکھ سکے گا اسی طرح وہ جو مغرب میں ہے مشرق میں رہنے والے اپنے بھائی کو دیکھ سکے گا.

ان روایات کو مد نظر رکھ کر ہم یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ ان روایات میں ذرائع ابلاغ کے ترقی کی جانب اشارہ ہے جن میں ریڈیو، ٹی وی (T.V) وغیرہ شامل ہیں.

ہم نے اپنے زمانے میں ان دو مادی علامتوں (دیکھنے اور سننے) کو علم کی ترقی کے بعد پہچان لیا جبکہ گذشتہ زمانے میں یہ چیزیں نہ تھیں. پس گذشتہ دو روایتوں کو ہم حضرت مہدیؑ کے ظہور اور انکی حقانیت کے مادی دلائل میں شمار کر سکتے ہیں.

شیخ طوسیؒ نے محمد بن مسلم اور ابو بصیر سے نقل کیا ہے انھوں نے فرمایا کہ ہم نے امام صادقؑ سے سنا ہے:

"لایکون هذا الامر حتی یذهب ثلثا الناس، فقلنا اذا ذهب ثلثا الناس فمن یبقیٰ؟ قالؑ: اماترضون ان تکونوا فی الثلث الباقی؟"[۶۶].

(امام کا) ظہور اس وقت تک نہیں ہو گا جب تک دوتہائی افراد ختم نہ ہوجائیں. ہم نے عرض کیا: جب دو تہائی لوگ ختم ہوجائیں گے پھر باقی کون رہے گا. امامؑ نے فرمایا: کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ باقی ایک تہائی میں سے ہو.

ابو نعیم نے اپنی کتاب "البرهان فی علامات مهدی آخر الزمان" میں حضرت علی ابن ابی طالبؑ سے نقل کیا کہ آپؑ نے فرمایا:

"لایخرج المهدی حتی یقتل ثلث ویموت ثلث ویبقی ثلث"[۶۷]

حضرت مہدیؑ تب تک ظہور نہیں فرمائیں گے جب تک ایک تہائی لوگ مار نہ ڈالے جائیں، اور ایک تہائی مر نہ جائیں اور باقی ایک تہائی باقی رہیں۔

جیسا کہ مذکورہ روایات حضرت مہدیؑ کے ظہور کی سماجی علامتوں کی جانب اشارہ کرتی ہیں۔ دوسری قسم کی روایات جو قدرتی اور طبیعی علامتوں کا ذکر کرتی ہیں جیسے غیر طبیعی طور پر سورج اور چاند گرہن، نظام افلاک اور نظام طبیعت میں تبدیلیاں بھی حضرتؑ کے ظہور کی علامتوں کی طرف ہمیں متوجہ کرتی ہیں۔

اب ہم یہاں ان روایات کی طرف اشارہ کرتے ہیں جن میں حضرتؑ کے ظہور کے بارے میں گفتگو کی گئی ہے نیز یہ روایات تاکید کرتی ہیں کہ حضرت مہدیؑ کا ظہور مکہ معظمہ سے ہوگا۔ اور حضرتؑ وہیں اپنی حکومت کا اعلان فرمائیں گے۔ اور مسجد الحرام میں ایک خاص جگہ رکن و مقام کے بیچ لوگ ان کی بیعت کریں گے۔

ابو علی الاشعری، عن محمد بن حسان، عن اسماعیل بن مہران، عن الحسن بن علی ابن ابی حمزۃ، عن محمد بن سکین عن عمرو بن شمر، عن جابر قال سمعت ابا جعفر (علیہ السلام) یقول:

"من قرأ المسبحات کلها قبل ان ینام لم یمت حتیٰ یدرک القائم (عج) و ان مات کان فی جوار محمد النبی (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم)"

امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

"جو بھی ہر روز سونے سے پہلے تمام مسبحات (یعنی وہ سورتیں جو سبح یا یسبح سے شروع ہوتی ہیں) کو پڑھے گا وہ مرنے سے پہلے حضرت قائم (عج) کی زیارت سے مشرف ہوگا اور اگر مر بھی جائے تو رسول اکرمؐ کے جوار میں ہوگا"۔

اصول کافی، کتاب فضل القرآن، باب فضل القرآن، حدیث نمبر ۲

نا امیدی اور امید

قبل اسکے کہ دنیا، سرور دوعالم حضرت محمد مصطفیٰ کی دعوت اصلاح اور نجات سے مزین ہوتی انسانیت صدیوں تک جاہلیت کے سائے میں بسر کر چکی تھی۔

انسانیت نے اس دوران، ناامیدی، وحشت اور شقاوت کے ماحول میں سانس لی اور جب نجات کی صدا اسکے کانوں سے ٹکرانے لگی اور اسنے سنا کہ ایک بشارت دینے والا انسانیت کے اس قافلے کو بلند آواز سے اپنی طرف بلا رہا ہے۔ تو اس نے اپنے دل کی آغوش کو اس آواز کی جانب پھیلا دیا اور اس دعوت پر لبیک کہی۔

اور جب بھی جاہلیت کے اندھیرے نے اپنا سایہ انسان کی دنیا میں پھیلایا۔ امیدوں اور آرزوں کے خوابوں کو بکھیر دیا۔ اور مصیبتوں کا سیلاب انسان پر امڈ آیا تو الٰہی رسالت نے اسے ہمیشہ نجات دے کر اسے اصلاح کے میدان میں پیشقدم کیا " و ان من امة الا خلا فیها نذیر " (فاطر ۲۴) کوئی امت نہیں تھی مگر یہ کہ ہم نے اس میں ایک ڈرانے والے کو ضرور مقرر کیا ہے۔

قرآن کے نور کی کرنوں سے اندھیروں کے پردے چاک ہوئے اور انسان

کو آزادی و عظمت جو ظالموں نے اس سے چھین رکھی تھی واپس مل گئی۔

تاریخ کے ہر دور میں انسان کے لئے ایک پیغمبر اور ہدایت کرنے والے رسول کو بھیجا گیا جس نے انسانی سماج کی ہدایت کا کام انجام دیا۔ لہذا پیغمبر کا وجود، خدا کا بندوں پر لطف اور اس کی عنایت ہے۔

اور واضح ہے کہ حضرت مہدیؑ کا وجود اقدس بھی خدا کے اسی "لطف و عنایت" کا نمونہ ہے۔ وہ لطف و عنایت جو انسان کو مہدیؑ کے انتظار کی دعوت دیتی ہے۔ جیسا کہ اسی "لطف و عنایت" نے انسان کو انبیاءؑ کی دعوت قبول کرنے پر آمادہ کیا۔ نیز یہ انتظار، امر بالمعروف و نہی از منکر، اسلام کی طرف دعوت، اور خدا کی راہ میں جہاد کے ہمراہ ہے تا کہ ہدایت کرنے والی شریعت ختم نہ ہو جائے اور اسکی جگہ ظلمو ستم نہ لے لے۔

پس "انتظار" کی جانب دعوت کا مطلب یہ نہیں کہ ذلت اور خواری کو تسلیم کریں اور ذمہ داریوں سے اپنے آپ کو دور رکھیں۔ بلکہ بعض حضرات نے "انتظار" کا مفہوم غلط سمجھا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ احکام شرع کو معطل کر دیا جائے اور ذمہ داریوں سے اپنے آپ کو دور رکھیں۔ اور ان دونوں کو حضرت مہدیؑ کے ذمّے پر چھوڑ دیں۔

اور احکام شرعیہ کی تعطیل کا مطلب ظلم و ستم، فساد و گمراہی کی حاکمیّت ہے، جبکہ خداوند سبحان نے اسکی اجازت نہیں دی ہے

جس آدمی کی فکر و خیال خدا کے وعدے، زمین پر صالحوں کی وراثت اور

حضرت مہدیؑ کے ظہور سے غافل ہو. نا امیدی اور مایوسی اس پر مسلط ہو جاتی ہے.

اور وہ اپنی امید و آرزو سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے اور حالات کے سامنے تسلیم ہو جاتا ہے.

اسلام کی دعوت دلوں میں امید و آرزو کو اجاگر کرنے کی بنیاد پر وجود میں آئی ہے. اور انسان کو نا امیدی، جاہلیت اور طاغوت کے مقابل تسلیم ہو جانے سے روکتی ہے. اور اسے زمین پر حق کی کامیابی اور حکومت کی بشارت دیتی ہے.

اس بنا پر جو لوگ خدا کی راہ میں چلتے ہیں اور اسکی طرف دعوت دیتے ہیں حق کی کامیابی کی بشارت انکے لئے ایک قانون کے مانند ہے جو تاریخ کے واقعات سے ہماہنگ ہے.

"وعدالله الذین آمنو امنکم و عملو االصالحات لیستخلفنهم فی الارض کما استخلف الذین من قبلهم و لیمکنن لهم دینهم الذی ارتضیٰ لهم و لیبدلنهم من بعد خو فهم امنا یعبدو ننی لا یشر کو ن بی شیئاً و من کفر بعدذلک فاؤلئک هم الفاسقو ن"

(نور ۵۴).

خدا نے تم میں سے جو ایمان لائے ہیں (خدا اور حجت عصرؑ پر) اور نیک اعمال انجام دئے ہیں ان سے وعدہ کیا ہے (کہ امام زمانہؑ کے ظہور کے ذریعہ) انھیں زمین کی خلافت (حکومت) دے. جیسا کہ ان سے پہلے والوں کو خلافت دی تھی. اور انکے شائستہ دین (اسلام) کو تمام ادیان پر غالب کر دے گا اور مؤمنین کو

دشمنوں کے خوف سے امان دے گا تاکہ میری عبادت کریں اور کسی کو میرا شریک نہ ٹھہرائیں. اور جو لوگ اسکے بعد کافر ہوں گے وہی فاسق ہیں.

قرآن میں اسے پہلے کہ زمین پر مؤمنین کی حکومت کے بارے میں خدا کے وعدہ کا ذکر کیا ہے. مؤمن انسانوں کی ذمہ داری یعنی خدا اور اسکے رسولؐ کی اطاعت، کے بارے میں گفتگو کی ہے اور انسان کو اطاعت کرنے کی دعوت دی ہے. زمین پر مؤمنوں کی حکومت و غلبہ کو، خدا اور رسولؐ کی "اطاعت" کا نتیجہ قرار دیا ہے.

قرآن کریم میں ارشاد ہے:

" قل اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول فان تولوا فانما علیہ ما حمل و علیکم ما حملتم و ان تطیعوہ تہتدوا و ما علی الرسول الا البلاغ المبین "(نور ۵۴).

اے رسول! آپؐ کہہ دیجئے: کہ خدا اور رسولؐ کی اطاعت کرو، اور اگر وہ اس سے منہ پھیریں تو ان پر ان کی ذمہ داری اور تم پر تمہاری ذمہ داری ہے پھر شفقت کے لحن سے جو کہ مقام نبوت کا لازمہ ہے کہو کہ اگر تم اطاعت کرو گے، ہدایت پاؤ گے اور رسول پر اپنی کامل رسالت پہنچانے کے علاوہ کچھ نہیں ہے.

جو افراد اپنے سماج کی اصلاح سے مایوس ہیں وہ نفسیاتی مریض ہیں. اور جاہلیت کے فکری حملوں کے مقابلے میں نا امیدی کا شکار ہیں اور ان ہی افراد نے امت کے تاریخی اور تہذیبی ارتقاء کو محدود اور سست کیا ہے.

بلاشبہ جس دعوت حق کی طرف قرآن انسانوں کو بلاتا ہے اور پیغمبر اکرمؐ

جسکی وضاحت فرماتے ہیں وہ اس زمانہ میں جہاد اور امت کی اصلاح کی کوشش ہے جبکہ ہم اس مصلح موعود کے منتظر ہیں.

یہاں پر لازم ہے کہ اہل بیتؑ کی بعض روایات کی طرف اشارہ کیا جائے جن میں حضرت مہدیؑ کے ظہور سے پہلے ستمگر حاکموں کے مقابلے میں کسی بھی انقلاب و بغاوت سے منع کیا گیا ہے. اور یہ بھی واضح کرتے چلیں کہ یہ روایات شیعوں کو ایک خاص، زمانے میں انقلاب برپا کرنے سے روکتی تھیں کیونکہ اس زمانے میں انکی کامیابی کا امکان بہت ہی کم تھا اور وہ غلبہ حاصل نہیں کر سکتے تھے. نیز انکے کچھ راہنما بھی قیادت کی لیاقت سے عاری تھے.

کیونکہ اس بات کی طرف بھی توجہ ضروری ہے کہ وہی روایتیں انسان کو کے مقابلے میں تسلیم ہونے اور شریعت کو معطل کر کے حضرت مہدیؑ کا انتظار کرنے کہ وہ خود آکر ظلم کو مٹا دیں اور عادل حکومت کا قیام عمل میں لائیں کی طرف بھی دعوت نہیں کرتیں. اور اسے رد کرتیں ہیں.

جب تاریخ، اور دنیا کی پر فریب ثقافت، حضرت مہدیؑ کے ہاتھ آئے گی تو وہ انبیاءؑ کے مقدس مقاصد کو پورا کرنے کے ساتھ انسانوں کو گمراہی، جاہلیت اور طاغوتوں سے نجات دیں گے اور توحیدی عقیدہ اور الہی اقدار کی بنیاد پر انسانوں کی تربیت کریں گے، اسلئے لازم ہے کہ ہم اس مسئلے کے بارے میں گفتگو کریں. اور اسکو اہمیت دیں، کیونکہ اسکو اہمیت دینے کا مطلب ایک عظیم اسلامی مسئلہ کو اہمیت دینا ہے. اور انسان کو ظلم اور طغیان کے خلاف انقلاب

لانے کے لئے آمادہ کرنا ہے۔ اس کی امیدوں اور آرزوں کو زندہ کرنا ہے اور طاغوت کے مقابلے میں اس کے احساس شکست کو فتح و غلبہ کے احساس میں بدلنا ہے۔

حضرت مہدیؑ کے مسئلے کو اہمیت دینے ،ان کے بارے میں گفتگو کرنے اور لوگوں تک یہ مسئلہ پہچانے کے نمایاں آثار میں سے ایک یہ ہے کہ امت اسلامی کو اپنے اور انہیں حضرت کے پرچم تلے جمع کرنے کے لئے آمادہ کیا جائے جب حضرتؑ ظہور فرمائیں اور سیاست اور رہبری کے ذوق کو اپنے وجود سے منور کریں۔ حضرت مہدیؑ پر ایمان و اعتقاد ایک غیبی مسئلہ ہے جس پر ایمان غیب پر ایمان ہے اور جو انسان کو دار اسباب یعنی دنیا میں عمل کی قوت فراہم کرتا ہے۔

گذشتہ امتیں ہمیشہ ایک مصلح پیغمبر کے انتظار میں ہوتی تھیں اور اپنی زندگی میں یک غیر معمولی حادثے کی منتظر رہتی تھیں تاکہ مبعوث ہونے والے پیغمبرؐ کے زیر پرچم آ گے سکیں۔

سلسلۂ وحی کے منقطع ہونے کے بعد اور حضرت محمدؐ کے ذریعے نبوت کے اختتام بعد خدا نے چاہا کہ امت اسلامی کی اصلاح ہمیشہ خاندان پیغمبرؐ میں سے ایک امامؑ کے ذریعے انجام پائے۔ اور اسکی اصلاح کتاب خدا اور سنت پیغمبر اکرمؐ کی بنیاد پر استوار ہو۔

اس بنا پر "اصلاح" میں گہرائی اور گیرائی لانے کے لئے حضرت مہدیؑ کے

مسئلے پر زیادہ اہمیت دینا ضروری ہے تا کہ انسانیت زیادہ سے زیادہ اپنے مصلح کی ضرورت کو محسوس کر کے مستقبل میں ایک رہبر کے زیر پرچم چلنے کے لئے اپنے آپ کو آمادہ کرے۔ اور اس کے ظہور کی تعجیل کے لیے دعا کرے۔

یہاں پر مناسب ہے کہ انسانیت کی تاریخ کے جدید دور کی جانب بھی اشارہ کیا جائے جو کہ شروع ہو چکا ہے۔

اسلامی قانون، ایک متمدن قانون اور سماجی نظام ہے جس پر عمل کرنے کے لئے دنیا بھر میں ہر طرف مسلمان آواز اٹھا رہے ہیں۔ اور ستمگروں اور طاغوت کے خلاف جہاد کر رہے ہیں اور اس قانون کی برقراری کے لئے اپنی قیمتی سے قیمتی چیز نثار کر رہے ہیں۔

اس دور کے آثار سے پتا چلتا ہے کہ اسلامی تحریکوں کا آغاز ہو چکا ہے۔ اور اس کی موجوں نے فکری، سماجی اور سیاسی انقلاب کے لئے (جو کہ اسلامی بنیاد پر استوار اور انسانی زندگی کو پوری طرح متاثر کرے گا) زمینہ فراہم کیا ہے۔

اس پر توجہ رکھنا چاہیے کہ مسلمانوں کا ایک مستقل سیاست کو بروئے کار نہ لانے اور اسلامی حکومت کی تشکیل سے منحرف ہونے کا مطلب جاہلیت کے سیاسی اور فکری مکاتب کے سامنے تسلیم ہو جانا ہے۔ اور طاغوتی حکومت سے ہار جانا ہے۔ جب مسلمان اپنی اور انسانیت کی سیاسی اور اجتماعی قیادت میں سست پڑ جائیں گے تو جاہلی اور الحادی نظریات (جیسے مارکسزم اور کاپیٹلزم) جیسے مکاتب فکر کا پلہ بھاری ہوگا۔ اور مسلمان ہمیشہ اس حالت سے افسردہ رہیں گے

اور مذکورہ نظریاتی گروہوں کے ساتھ جو حقیقی اسلامی فکر کے لئے خطرہ ہیں ہمیشہ جنگ کی حالت میں رہیں گے۔

آج جو واقعات رونما ہو رہے ہیں (جیسے کیمونسٹی نظام جو کہ الحاد و کفر کا ٹاور مانا جاتا تھا اس کا مٹ جانا) اس بات کی دلیل ہے کہ جاہلیت کے نظاموں کے مٹنے کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔ اور یہ انسان کے لئے تاریخی درس اور سیاسی سبق ہے۔

جو لوگ مغرب کے مادی نظام کے مٹ جانے سے ڈرتے ہیں ان کے لیے یہ خطرے کی گھنٹی ہے۔

اس بنا پر اسلامی حکومت کی تشکیل کی اور اسکے مطابق عمل کرنا، ہر حقیقی مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ اور اس سلسلہ میں علماء، روشن خیالوں، مبلغوں اور اسلامی گروہوں کی ذمہ داری سب سے زیادہ ہے۔ اگر چہ عام مسلمانوں کے لئے یہ ایک الٰہی فریضہ ہے۔ جن کو حکومت حق اور اسلام کے منور احکام کی برقراری کی کوشش کرنی چاہئے۔

اسلامی حکومت کا تعارف

یہاں مناسب ہے کہ اسلامی حکومت کا تعارف کرنے کے لئے اسکی مختصر کی تعریف قارئین کی نذر کریں.

اسلامی حکومت کا مفہوم ایک واضح مفہوم ہے جس کی اسلامی شریعت کے نقطۂ نظر سے ایک واضح اور مشخص تعریف کی گئی ہے. اور اس کی صورت وہی ہے جس کی بنیاد مدینۂ منورہ میں حضرت رسول اکرمؐ کے ذریعہ ڈالی گئی تھی اور اسکے قانونی اور سیاسی وجود کو حکومت اسلامی کے نام سے جانا گیا تھا.

اسکی نظریاتی اور عملی بنیاد کی یوں تشریح کی گئی.

۱۔ اسلامی حکومت میں قدرت اور حاکمیت فقط خدا کے ہاتھ میں ہے.

۲۔ اسلامی حکومت ایک نظریاتی اور عقیدتی حکومت ہے جسکی بنیاد اسلامی عقیدہ اور احکام پر ڈالی گئی ہے.

۳۔ اسلامی حکومت، ایک ایسی قانونی حکومت ہے جس میں حکومت ۱، بالا دستی خدائی قانون (قانون حق و عدالت) کو حاصل ہے.

۴۔ اسلامی حکومت میں قدرت اور حکومت، حاکم کے ہاتھ میں ایک امانت

ہے. اسی بناپر حاکم کے حکومتی جماعت انسانی اصول و اقدار، امت کے مصالح اور مقدس اہداف و مقاصد کی نسبت امانتدار جانے جاتے ہیں. جس کے بارے میں خدا کا ارشاد ہے:

"ان اللہ یامر کم ان تؤ دو االامانات الی اھلھا و اذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل" (نساء،۵۸).

خداوند عالم تمہیں دیتا ہے کہ امانتیں ان کے حوالے کرو اور جب لوگوں کے درمیان حکم کرو (فیصلہ کرو) عدالت کے ساتھ کرو.

اور اسلامی حکومت میں حاکم کا ارادہ قانون اور حکم نہیں ہوتا.

۵۔ اسلامی حکومت میں فقط امت کو حاکمیت کا حق دیا گیا ہے وہ اپنے حکام کو شوریٰ کے ذریعے منتخب کرتی ہے اور شائستہ اور لائق، افراد منتخب کئے جاتے ہیں، جسکے بارے میں خدا کا ارشاد ہے:

"و امرھم شوریٰ بینھم" (شوریٰ،۳۸).

وہ اپنا کام مشورت کے ساتھ انجام دیتے ہیں.

۶۔ حکومت سے شکایت کرنا اور اس سے حساب لینا. امت کا ایک مسلم حق ہے. اس بنا پر اسلامی حکومت میں استبداد اور ڈکٹیٹر شپ کا وجود نہیں. خداوند متعال نے رسول اکرمؐ کو مشورہ کرنے نیز امت اسلامی کی تربیت اس اصل کے مطابق کرنے کے سلسلے میں فرمایا:

"و شاورھم فی الامر" (آل عمران،۱۵۹).

اور امت کے ساتھ اپنے کاموں میں مشورہ کرو۔

اسکے علاوہ خدا نے اس حق کی توضیح قرآن میں یوں فرمائی ہے:

" والمؤ منون والمؤ منات بعضهم اولیاء بعض یامرون بالمعروف و ینهون عن المنكر "(توبہ ۷۱)۔

مومنین اور مؤمنات ایک دوسرے کے دوست اور یاور ہیں۔ جو لوگوں کو نیک کاموں کی دعوت دیتے اور برے کاموں سے روکتے ہیں۔

۷۔ حکومت اسلامی میں حاکم کا قانون بنانے کا حق صرف، مصالح ومقاصد کے دائرہ میں محدود ہوتا ہے۔ اور فقط اس جگہ کے لئے منحصر ہے جہاں کوئی حکم نہ ہو یا نئے مصالح قانون کے متقاضی ہوں۔

فقط یہی موارد ہیں جہاں حکومت اسلامی کو قانون بنانے کا حق ہے۔ جسکی بنیاد منافع کی بقا اور مفاسد کو روکنے کے اصولوں پر استوار ہے۔ اس بناپر حاکم جب بھی کسی موضوع جیسے سیاسی، اقتصادی، اداری، فوجی، اور حفاظتی امور میں کسی مصلحت کو دیکھتا ہے تب ہی اس میں وہ ثانوی حکم صادر (بیان) کر سکتا ہے۔ مثال کے طور پر کبھی وہ مالیات کو بڑھا دیتا ہے۔ یا کچھ چیزوں کو وارد یا صادر (امپورٹ یا ایکسپورٹ) کرنے پر پابندی لگاتا ہے...

اس سے پتا چلتا ہے کہ اسلامی احکام وہی الہی احکام ہیں جن کا منبع قرآن کریم اور سنت نبویؐ ہے لیکن اجتہاد ان قوانین کے استنباط میں جو کہ قرآن اور سنت میں واضح طور پر بیان نہیں کیے گئے ہیں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ اور یہ

قد، ت فقط اس مجتہد فقیہ کو حاصل ہے جو کہ استنباط کرنے پر قادر ہو اور اپنے معاشرے کے سماجی اور سیاسی حالات سے آگاہ ہو۔

۸۔ اسلامی حکومت میں حکومت کتاب خدا اور سنت رسول اکرمؐ پر عمل پیرا ہونے کے پابند ہے۔ اور سارے مسلمان اس حکومت اسلامی کی اطاعت کرنے پر پابند ہیں جیسا کہ خداوند تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"...و اطیعو اللہ و اطیعو االرسول و اولی الامر منکم" (نساء، ۵۹)۔

خدا و رسول اور صاحبان امر کی پیروی اور اطاعت کرو۔

اور دوسری جگہ پر ارشاد ہے:

"...ولا ترکنو االی الذین ظلمو افتمسکم النار" (ھود، ۱۱۳)۔ اور ظالموں کے ساتھ ہمدردی مت کرو ورنہ تم بھی (ان کے گناہ کی) آگ میں جل جاؤ گے

اور رسول خداؐ سے مروی ہے:

"لاطاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق"(۶۸)۔

خدا کی معصیت میں کسی بھی بندے کی اطاعت نہیں کرنی چاہیے۔

۹۔ اگر خود حاکم، اسلام سے منحرف ہوگا تو پھر اسکی اطاعت کرنا فرض نہیں بلکہ مسلمانوں کو چاہیے کہ اسے معزول کر دیں اور اسکی جگہ پر کسی دوسرے عادل حاکم کو چن لیں۔

یہ کچھ اہم بنیادیں ہیں جن پر اسلامی حکومت کی بنیاد استوار ہے۔

"و عجل اللھم فی فرج مولینا صاحب العصر و الزمان"

حوالہ جات

۱. جزیہ وہ مال ہوتا ہے جو "اہل ذمہ" حکومت اسلامی کو دیتے ہیں تا کہ حکومت اسلامی کے سائے میں رہ کر اپنے دین پر عمل کر سکیں.

۲. مجمع البیان فی تفسیر القرآن / ج ۵، ص ۲۴.

۳. مقاتل الطالبین / ص ۵۳۹.

۴. حق الیقین / ج ۱، ص ۲۲۲.

۵. سنن ابن ماجہ / ج ۲، ص ۱۳۶۶ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی

۶. بحار الانوار / ج ۵۱، ص ۴۲ اور متقی ہندی نے بھی "کنز العمال" ج ۱۴، ص ۲۶۱ میں اس طرح سے نقل کیا ہے.

۷. بحار الانوار / ج ۵۱، ص ۷۱، منقول از اکمال الدین.

۸. بحار الانوار / ج ۵۱، ص ۸۱ منقول از کشف الغمہ.

۹. کنز العمال / ج ۱۴، ص ۲۷۳.

۱۰. سیوطی نے الجامع الصغیر / ج ۲، ص ۳۷۷ _ کاشانی نے محجۃ البیضاء / ج ۴، ص ۳۳۵ اور متقی ہندی نے کنز العمال ج ۱۴، ص ۲۶۷ میں اسی کی مانند نقل کیا ہے.

۱۱. الصواعق المحرقہ / ص ۹۹ اور سیوطی نے بھی "الحاوی للفتاوی" ج ۲، ص ۵۸ میں اسی طرح سے نقل کیا ہے.

۱۲. سنن ابن ماجہ / ج ۲، ص ۱۳۶۸۔
۱۳. جامع الصغیر / ج ۲، ص ۴۷۷۔
۱۴. جامع الصغیر / ج ۲، ص ۵۸۰۔
۱۵. کنزالعمال / ج ۱۴، ص ۲۶۳۔
۱۶. اسی طرح کی عبارت متقی ہندی نے "کنزالعمال" ج ۱۴، ص ۲۶۷ میں نقل کی ہے۔
۱۷. جامع الصغیر / ج ۲، ص ۵۸۰۔
۱۸. الحاوی للفتاوی / ج ۲، ص ۵۷۔
۱۹. سنن ابن ماجہ / ج ۲، ص ۱۳۶۸۔ جامع الصغیر / ج ۲، ص ۵۷۹۔
۲۰. علامہ مجلسیؒ نے اس روایت کو اسی سند کے ساتھ "بحار الانوار" / ج ۵۱، ۱۷، میں اکمال الدین سے نقل کیا ہے۔
۲۱. تواتر :- ان روایات کے بارے میں استعمال ہوتا ہے جو مختلف منابع سے نقل ہوئی ہوں یہاں تک کہ اطمینان حاصل ہو جائے کہ حدیث معصومؑ سے صادر ہوئی ہے۔
۲۲. مستفیض یعنی کثیر اور وافر۔
۲۳. رسالۂ دانشگاہ اسلامی / نمبر ۳، ص ۱۴۲ - ۱۶۱۔
۲۴. محاضرة حول الامام مهدیؑ و التعلیق علیها / ص ۲۶، از عبد المحسن العباد۔
۲۵. بحار الانوار / ج ۵۱، ص ۲۳ منقول از ارشاد۔
۲۶. تاریخ طبری عربی / ج ۷، ص ۳۵۹۔
۲۷. مرحوم شیخ صدوقؒ (ولادت ۳۰۶ھ، وفات ۳۸۱ھ) شیعہ کے عظیم فقہاء و محدثین میں سے ہیں۔ ان سے بہت سی تالیفات اور تحریری آثار باقی ہیں جن میں سب سے مہم "من لا یحضرہ الفقیہ" ہے۔

۲۸۔ بحار الانوار / ج ۵۱، ص ۱۵ منقول از اکمال الدین۔

۲۹۔ بحار الانوار / ج ۵۱، ص ۱۶ منقول از اکمال الدین۔

۳۰۔ بحار الانوار / ج ۵۱، ص ۲۸ منقول از کشف الغمہ۔

۳۱۔ بحار الانوار / ج ۵۱، ص ۱۶۱ منقول از اکمال الدین۔

۳۲۔ ارشاد / ص ۳۴۵۔

۳۳۔ سیوطی نے اسی حدیث کو "احیاء المیت" حدیث نمبر ۶، ۷، ۸ میں دوسری عبارت سے دیگر متعدد منابع سے منقول کیا ہے۔

۳۴۔ احیاء المیت / حدیث نمبر ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷۔

۳۵۔ مقاتل الطالبین / ص ۶۷۰، ۶۸۱۔

۳۶۔ بصرہ کے نزدیک ایک شہر ہے۔

۳۷۔ تاریخ یعقوبی / ج ۲، ص ۵۰۶ مطبوعہ بیروت۔

۳۸۔ ان وقایع کو ابو الفرج اصفہانی "مقاتل الطالبین" ص ۶۸۵، ۶۸۹ میں نقل کیا ہے۔

۳۹۔ ارشاد مفید / ص ۳۴۵۔

۴۰۔ بحار الانوار / ج ۵۱، ص ۱۶۱ و ۱۶۲ منقول از اکمال الدین۔

۴۱۔ "ام ولد" ایسی کنیز کو کہا جاتا ہے جو اپنے مالک سے بچے کی ماں بنے

۴۲۔ فرق الشیعہ۔ نو بختی / ص ۱۰۵ سے ۱۱۷ تک مطبوعہ نجف اشرف، چوتھا ایڈیشن

۴۳۔ الفصول المختارہ۔ سید مرتضیٰ / "فرق الشیعہ" کے حاشیہ سے منقول ص ۱۰۵، ۱۰۶

۴۴۔ اس سلسلہ میں تفصیلات کے لئے ہماری دوسری کتب جو حیات ائمہؑ کے بارے لکھی گئی ہیں رجوع فرمایئے

۴۵۔ بحار الانوار / ج ۵۱، ص ۳۴۳ منقول از اکمال الدین۔

۴۶. گذشتہ حوالہ.

۴۷.. بحارالانوار / ج ۵۱، ص ۳۴۶ منقول از اکمال الدین.

۴۸.. بحارالانوار / ج ۵۱، ص ۳۴۸ منقول از اکمال الدین.

۴۹.. بحارالانوار / ج ۵۱، ص ۳۵۰،۳۴۹ منقول از کتاب الغیبۃ.

۵۰.. بحارالانوار / ج ۵۱، ص ۳۵۵ منقول از کتاب الغیبۃ.

۵۱.. بحارالانوار / ج ۵۱، ص ۳۶۰ منقول از کتاب الغیبۃ.

۵۲.. بحارالانوار / ج ۵۱، ص ۳۶۳ منقول از احتجاج.

۵۳. "غلو" ایک اعتقادی تحریک ہے اور غلو کرنے والے "اہل بیتؑ" کے لئے الوھی صفات کے قائل ہیں. جیسے: مغیریہ، خطابیہ، مفوضہ.

۵۴. اس نے یہ دعوی کیا تھا کہ وہ امام زمانہ کے ابواب (نائبین) میں سے ایک "باب" ہے اور اسکا حضرتؑ کے ساتھ مخفی رابطہ ہے.

۵۵.. بحارالانوار / ج ۵۱، ص ۳۷۶ منقول از کتاب الغیبۃ.

۵۶. الکامل فی التاریخ / ج ۸، ص ۲۹۰.

۵۷. ان تاریخی وقایع کو ابن اثیر نے اپنی "تاریخ ابن اثیر" ج ۸، ص ۲۹۰ اور ۲۹۱ میں نقل کیا ہے.

۵۸. منتخب الاثر۔ لطف اللہ صافی / ص ۴۲۶ تیسرا ایڈیشن منقول از "من لا یحضرہ الفقیہ".

۵۹. منتخب الاثر / ص ۴۲۶ منقول از بحارالانوار.

۶۰. منتخب الاثر / ص ۴۲۷ منقول از بحارالانوار.

۶۱. منتخب الاثر / ص ۴۳۵ منقول از الملاحم والفتن.

۶۲. منتخب الاثر / ص ۴۳۶ منقول از "الجعفریات و الاشعثیات".

۶۳. منتخب الاثر / ص ۴۶۱ منقول از سنن ابن ماجہ.

۶۴. کافی / ج ۸، ص ۲۴۰، ۲۴۱.

۶۵. حق المبین / ج ۱، ص ۲۲۹.

۶۶. منتخب الاثر / ص ۴۵۲.

۶۷. منتخب الاثر / ص ۴۵۳.